REGD NO P-67

رجسٹرڈ نمبر پ ۶۷

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۹ر جولائی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ اطلاعات مظہر ہیں کہ حضور انور ۶ر جولائی کو ربوہ سے کوہ مری تشریف لے گئے تھے۔ مورخہ ۸ر جولائی کی اطلاع کے مطابق حضور کی طبیعت بازو پر کیل دار پھوڑے نکل آنے کی وجہ سے کچھ ناساز رہی۔

مورخہ ۱۲ر جولائی بوقت ۱۰ بجے شب مری ہلز سے حضور کی صحت کے متعلق اطلاع مظہر ہے کہ

"پھوڑوں کی تکلیف میں کمی ہے اور طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ"

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی کے لئے بالالتزام دعائیں کرتے رہیں۔

ربوہ ۱۴ر جولائی۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت بوجہ عام کمزوری بالعموم گری گری رہتی ہے۔ احباب خاص توجہ اور (باقی صفحہ ۴ پر)

مغرب کے عیسائی ممالک میں عیسائیت کی ناکامی!

الوہیت مسیح کے عقیدہ سے خود عیسائیوں کی بیزاری

از مکرم مسعود احمد صاحب دہلوی ایڈیٹر ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آج سے قریباً ستر سال قبل اس زمانہ میں جبکہ عیسائی طاقتیں ساری دنیا پر چھائی ہوئی تھیں۔ اور عیسائیت ہر براعظم میں زور شور سے پھیل رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر عیسائیت کے عبرتناک زوال کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ آپ نے بشارت دی تھی کہ عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ جب خود مغرب کے عیسائی ممالک میں توحید خالق کی ایسی ہوا چلے گی کہ وہاں کے عیسائی باشندے الوہیت مسیح کے عقیدہ سے بدظن ہو کر علی الاعلان اس سے بیزاری کا اظہار کرنے میں کوئی باک محسوس نہ کریں گے۔ یہ پیشگوئی اول دن سے ہی بڑی عظمت و شان کے ساتھ پوری ہوتی چلی آرہی ہے ہر چند کہ اوائل میں عیسائیت کی ناکامی اتنی نمایاں نہ تھی کہ ہر کہ و مہ کو از خود محسوس ہو سکے لیکن آج جبکہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی پیشگوئی پر قریباً ستر سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ عیسائیت کی ناکامی کے آثار روز بروز نمایاں سے نمایاں تر ہوتے جا رہے ہیں حتی کہ ان کا تذکرہ آئے دن خود عیسائی اخباروں میں بھی آتا رہتا ہے۔

فی زمانہ عیسائیت کی ناکامی کا سب سے نمایاں پہلو یہ ہے کہ عیسائیت کے مشرکانہ عقائد کے خلاف خود مغرب کے عیسائی ممالک میں بڑی شد و مد کے ساتھ آواز اٹھنی شروع ہو گئی ہے۔ اس کا تازہ ترین ثبوت مشہور امریکی رسالہ "نیوز ویک" کا وہ قابل قدر مقالہ ہے جو اس نے ادارہ کی طرف سے اپنے ۱۱ر اپریل ۱۹۶۶ء کے شمارہ میں ان صفحات میں شائع کیا ہے جو مذہبی امور کے لئے مخصوص ہیں۔ یہ طویل مقالہ عیسائیوں کے تہوار "ایسٹر ۱۹۶۶" کے موقعہ پر شائع کیا گیا ہے۔ اس کا عنوان ہے "اصل مسیح کی تلاش" (A Quest For The True Jesus) اس مقالہ میں الوہیت مسیح سے متعلق چرچ کا عقیدہ بیان کرنے کے بعد لکھا ہے کہ موجودہ سائنسی دور کا پروان چڑھنے والا انسان اس روایتی اعتقاد کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہے کہ مسیح بیک وقت مکمل انسان بھی تھا اور مکمل خدا بھی۔ خود مغربی ممالک میں جو تمام تر عیسائی ممالک شمار ہوتے ہیں یہ خیال ذہنوں میں راسخ ہوتا جا رہا ہے کہ الوہیت مسیح کا روایتی عقیدہ بہت بعد کے زمانہ کی پیداوار ہے پہلی صدی عیسوی کے مسیحی اس عقیدہ سے یکسر نا آشنا تھے لوگوں میں یہ احساس بھی بڑھتا جا رہا ہے کہ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ فی الاصل مسیح کیا تھا ضروری ہے کہ روایتی عقیدہ کی بندشوں سے آزاد ہو کر تاریخ کے اوراق میں اصل مسیح کو تلاش کیا جائے۔ خود عیسائیوں کے خیالات میں اس تبدیلی کے ثبوت میں "نیوز ویک" نے امریکی اور یورپی یونیورسٹیوں میں مسیحی دینیات کی تعلیم دینے والے متعدد پروفیسروں کے نظریات درج کئے ہیں جن میں انہوں نے عیسائی ہونے کے باوجود الوہیت مسیح کے عقیدہ پر کڑی نکتہ چینی کی ہے۔ ذیل میں ہم "نیوز ویک" کے محولہ بالا مقالہ کے اقتباسات درج کرتے ہیں۔ عیسائیت کی عبرتناک ناکامی کے ضمن میں ان کا مطالعہ خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

* * *

"نیوز ویک" مقالہ مذکور میں پہلے مسیح کی شخصیت کے متعلق چرچ کے روایتی عقیدہ کو واضح کرتے ہوئے رقمطراز ہے:۔

"رومی مورخوں نے اس واقعہ (واقعہ صلیب) کا مشکل ہی کوئی ذکر کیا ہے۔ اس وقت فلسطین کے مقامی حکام کے نزدیک مسیح شہر بہ شہر پھرنے والا ایک یہودی واعظ تھا۔ وہ اسے جلیل کے رہنے والے ایک بڑھئی کا بیٹا سمجھتے تھے۔ اس کے متعلق مشہور تھا کہ وہ پیشگوئیاں کرتا اور عجائب کام دکھلاتا ہے اور مذہبی اصلاح کا مدعی ہے۔ لیکن نئے عہد نامہ کے مصنفوں کے نزدیک مسیح کی زندگی اور موت، جسے وہ ایک اچنبھے اور حیرت انگیز رنگ میں مسیح کے مر کر جی اُٹھنے سے تعبیر کرتے تھے۔ انسانی گوشت پوست میں خود خدا کے حلول و ظہور کی آئینہ دار تھی۔ ان مصنفوں نے مسیح کی لائی ہوئی تعلیم اور اس کے فلسفہ پر روشنی ڈالنے کی بجائے خود مسیح کے متعلق (ایک نئی) تعلیم بیان کرنے پر زور دیا۔ انہوں نے کہا کہ مسیح ایک ایسا وجود تھا جس میں خدا نے اپنے آپ کو جسمانی طور پر ظاہر کیا۔ اس کی لعنتی موت کے ذریعہ اُن سب لوگوں کو جو اس پر ایمان لائے نجات کا راستہ عطا کیا گیا۔ یہ بنیادی تبدیلی کا حامل بالکل ایک جدید مذہب تھا۔ جو یہودیوں کے نزدیک کفر کا آئینہ دار، یونانیوں کی نگاہ میں مضحکہ خیز اور رومیوں کے نقطۂ نگاہ سے تخریبی نوعیت کا حامل تھا۔ لیکن یہ نیا مذہب (یعنی مسیح کی ایجاد کردہ عیسائیت۔ ناقل) ان سب باتوں کے باوجود زندہ رہا۔ حتی کہ آج بھی دنیا کی ایک تہائی آبادی اس کے ساتھ وابستگی کا دم بھرتی چلی آرہی ہے۔ ہر زمانہ میں کچھ نہ کچھ لوگ اس تناقض کے حامل معمہ پر ایمان رکھنے کی طرف مائل ہوتے رہے ہیں کہ خدا گوشت پوست کا روپ دھار کر انسان کی شکل میں ظاہر ہوا۔ بایں ہمہ تاریخی واقعات کو تجربہ اور مشاہدہ کی کسوٹی پر پرکھنے والا دور جدید کا انسان جو سائنس کی گود میں پروان چڑھا ہے اس حیثیت ان پر دل میں خلش محسوس کئے بغیر نہیں رہتا۔" (نیوز ویک ۱۱ر اپریل ۱۹۶۶ء)

آگے چل کر نیوز ویک کے اس مقالہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ ابتداءً مسیحی مسیح کو صرف خدا کا ایک رسول مانتے تھے۔ بعد میں چرچ نے از خود اسے خدا بنا ڈالا۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"بہت سے عیسائیوں کے نزدیک مسیح کے متعلق پرانے نظریات فی زمانہ بالکل غیر متعلق نظر آتے ہیں پہلی صدی عیسوی کے عیسائی مسیح کو مختلف ناموں سے یاد کرتے تھے اول تو وہ اسے مسیح کہتے تھے یعنی مسیح کیا ہوا۔ پھر وہ اسے آقا، نجات دہندہ، ابن آدم اور رسول کہہ کر پکارتے تھے۔ ان ناموں کے ذریعہ یہ ظاہر کرتے تھے کہ عملاً مسیح انسانوں کے لئے کیا کچھ کر رہا ہے۔ (باقی صفحہ ۸ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے رانا آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

"تفسیر صغیر" ــــــ ایک بیش قیمت تحفہ

وہ دن ہمارے لئے کسی صورت میں عید سے کم نہ تھا جب ہمیں تفسیر صغیر عکسی کا پیکٹ موصول ہوا۔ پیکٹ کھولتے ہی اس نفیس تحفہ کو دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا۔ ظاہری و باطنی خوبیوں کا یہ مرقع، خلافت ثالثہ کے مبارک زمانہ کی پہلی برکت ہے اور سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی بہترین یادگار۔ حضور رضی اللہ عنہ نے اپنی مبارک زندگی کے آخری ایام میں اس تحفہ کی تالیف فرمائی۔ اور قرآن کریم کے معانی و مطالب کو ایسے دلنشین انداز میں جمع کر دیا کہ مبتدی اور منتہی یکساں طور پر اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

احادیث نبویہ میں خبر دی گئی ہے کہ آخری زمانہ میں علوم قرآنی دنیا سے اٹھ جائیں گے اور فارسی النسل کے بعض جوانمرد انہیں واپس لائیں گے ــــ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ یہ علوم لائے گئے۔ اور دنیا نے قرآن کریم کی نرالی شان کو نئے انداز میں مشاہدہ کیا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جو حسن و احسان میں مسیح موعودؑ کے نظیر تھے۔ تفسیر کبیر کی ضخیم جلدوں [illegible] میں قرآن کریم کے علوم و معارف کے دریا بہا دیئے۔ اور تفسیر صغیر انہیں کا ایک شاندار نمونہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پسر موعود و مصلح موعود کی نسبت بالہام الٰہی بتایا گیا تھا کہ "وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا"۔ اور ساتھ ہی اس بابرکت وجود کو حقیقت اسلام اور صداقت قرآن کریم کے لئے عظیم الشان نشان آسمانی بھی قرار دیا گیا۔ جس کے ظاہر کئے جانے کی بڑی غرض یہ تھی کہ

"تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو"

چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ۷۷ سالہ کامیاب زندگی سب کے سامنے ہے۔ اور تفسیر کبیر اور تفسیر صغیر دونوں کا مطالعہ اس بات کا ظاہر و باہر ثبوت ہے۔ عیاں را چہ بیاں؟

قرآن کریم ایسی عظیم الشان کتاب ہے جس کی نسبت حضرت ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:۔

یرفع بہ اقواماً ویضع آخرین

قرآن کریم کے ذریعہ اللہ تعالیٰ بعض قوموں کو سربلند فرمائے گا اور دوسری قوموں کو قعر مذلت میں ڈال دے گا۔ گویا قدرت حق کی طرف سے قوموں کا عروج و زوال آئندہ کے لئے قرآن کریم کے ساتھ وابستہ کر دیا گیا۔ چنانچہ اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ اس پر شاہد ناطق ہے۔ یہ قرآن کریم ہی کی برکت تھی کہ عرب کے بادیہ نشین اور بھیڑ بکریوں کے چرواہے دنیا کے معلم اور بادشاہ بن گئے۔ اور جن قوموں نے قرآن کریم کو قبول نہ کیا۔ اور اس کی دعوت کو ٹھکرا دیا۔ ان کی تمام شان و شوکت خاک میں مل گئی ــــ!!

نہ صرف مخالفین بلکہ قرآن کریم کے حاملین نے بھی اسی رنگ کا مشاہدہ کیا۔ جب ان کے اپنے عملوں میں کوتاہی آنے لگی تو نکبت و ادبار کی گھٹاؤں سے وہ بھی بچ نہ سکے اور آج مسلمانوں کی جو زبوں حالی نظر آتی ہے اس کا اصل سبب بھی یہی قرآن کریم سے منہ موڑ لینا اور اس کی طرف سے غفلت برتنا ہے۔ اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا ؎

مسلمانوں پہ تب ادبار آیا ٭ کہ جب تعلیم قرآں کو بھلایا

عبرت اور موعظت کے رنگ میں اسی اہم نکتہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو تاکید فرمایا:۔

"تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے ــــ"

(کشتی نوح صفحہ ۲۰)

اس پر آشوب زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی بعثت کے ساتھ قرآنی علوم و معارف کا بیش بہا خزانہ لائے۔ اور حضرت مصلح موعود آپ کے نقش قدم پر چلے۔ زیرنظر تفسیر صغیر اسی بحر بیکراں کا ایک قیمتی موتی ہے اور بے شمار خوبیوں کا مرقع۔

۱۹۵۸ء تک اس مبارک تفسیر کے چار ایڈیشن شائع ہو چکے تھے۔ اور سال رواں میں اس کا پانچواں اور چھٹا ایڈیشن نہایت دیدہ زیب صورت میں آرٹ پیپر پر عکسی طبع ہوا۔ جس کے سبب ۱۲۵۴ صفحات کا مضمون اسی سائز کے ۸۰۵ صفحات میں بڑی عمدگی سے سما گیا۔ اور بایں ہمہ ہر صفحہ نہایت درجہ دلکش۔ جاذب نظر۔ اور لکھائی چھپائی میں ہر حرف صاف اور روشن اور پڑھنے میں بہت آسان۔ صفحہ کے دائیں جانب نصف حصہ میں آیات قرآنی نہایت ستھرے خط میں لکھی گئی ہیں۔ بائیں جانب صفحہ کے دوسرے نصف حصہ میں ہر آیت کے سامنے اس کا اردو میں سلیس (لفظی) ترجمہ دیا گیا ہے۔ اور تشریح کے لئے اسی صفحہ سے متعلق مختصر مگر جامع نوٹ حاشیہ میں علیحدہ درج ہیں۔ جن سے ہر طبقہ کا قاری یکساں طور پر استفادہ کر سکتا ہے۔

مزید برآں یہ کہ ابتداء میں ۷۰ صفحہ کا ایک جامع انڈیکس ہے جس میں قرآن کریم کے بہت سے ضروری اور اہم مضامین کے اشارات حروف تہجی کی ترتیب سے مرتب کئے گئے ہیں۔ اس کے ذریعہ قرآن کریم سے مختلف مضامین کی تلاش میں بڑی مدد ملتی ہے۔ یہ انڈیکس بجائے خود ایک اہم تالیف اور بے حد مفید اور قیمتی خزانہ ہے۔

اللہ تعالیٰ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بابرکت سایہ کو جماعت کے سروں پر تا دیر سلامت رکھے کہ آپ کی ذاتی دلچسپی اور قرآن کریم کے ساتھ دلی محبت و الفت اور خاص توجہ کے نتیجہ میں جماعت کو بالخصوص اور باقی دنیا کو بالعموم یہ نعمت عظمیٰ میسر آئی۔

ادارۃ المصنفین ربوہ کے عملہ کا ہر کارکن ہم سب کے دلی شکریہ کے حقدار ہیں جن کی توجہ اور محنت و مشقت کے نتیجہ میں تفسیر صغیر عکسی کی طباعت و اشاعت کا سب کام بحسن و خوبی انجام پایا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خیرکم من تعلم القرآن و علمہ تم میں سے بہتر وہ ہیں جو قرآن کریم کو پڑھیں اور پڑھائیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا یہ ایک بڑا احسان ہے کہ حضور نے قرآن کریم کو سہل طریق سے سمجھنے کی راہ نکال دی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص نگرانی میں اس قیمتی خزانہ کا حصول سب کے لئے آسان کر دیا ــــ فجزاہم اللہ احسن الجزاء اور اب یہ جماعت کا کام ہے کہ اس احسان کو پہچانے اس نعمت کی قدر کرے اور اس میں بیان فرمودہ تعلیمات کو اپنے لئے حرز جان بنائے ــ!!

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ کی ایک دوسری تحریک کے پیش نظر جماعت کے ہر فرد کو جلد سے جلد قرآن کریم با ترجمہ سیکھ لینے کی تاکید کی گئی ہے۔ اور تفسیر صغیر اس ارشاد کی تعمیل کے لئے بہترین اور بابرکت ذریعہ ہے۔

آرٹ پیپر پر عکسی چھپائی کی خوبصورت دیدہ زیب مجلد کا ہدیہ صرف ۲۷ روپے مع محصول ڈاک ہے شائقین حضرات دفتر نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان کے توسط سے حاصل کر سکتے ہیں۔

امتحان کتاب عقائد احمدیت

جملہ جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ امسال کتاب "عقائد احمدیت" جو نظارت ہذا کی مطبوعہ ہے کا امتحان مورخہ ۲ر اکتوبر ۱۹۶۶ء بروز اتوار ہوگا۔ یہ کتاب ۱۵۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اور اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے جماعت کے عقائد کو واضح کیا گیا ہے۔ بذریعہ وی۔ پی وغیرہ بھجوائے جانے کی سہولت کے لئے یہ کتاب عبد العظیم صاحب کتب فروش قادیان کو مہیا کر دی گئی ہے۔ اور عبد العظیم صاحب سے مبلغ ۷۵ پیسے میں مل سکتی ہے۔

دوست ابھی سے اس امتحان کی تیاری شروع کر دیں۔ چونکہ ہر احمدی کو اس بارہ میں دوسروں سے گفتگو کرنی پڑتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہر احمدی اپنے عقائد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کی روشنی میں دوسروں کے سامنے بیان کر سکے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

خطبہ جمعہ

ہر ظلمت جو اُٹھتی ہے اس کا پہلا نشانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے ہیں

اس کے بعد وہ لوگ ایذا رسانیوں سے حصہ لیتے ہیں جنہوں نے طفیلی طور پر آنحضرت کے نور سے حصہ لیا

اللہ تعالیٰ کا تاکیدی حکم ہے کہ ان ایذا رسانیوں کی پرواہ نہ کرو اور صبر اور تقویٰ سے کام لیتے ہوئے اعمال صالحہ میں مشغول رہو

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۷ر جون ۱۹۶۶ء بمقام ربوہ

مرتبہ:- مولوی محمد صادق صاحب سماٹری انچارج شعبہ زود نویسی

تشہد۔ تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورہ آل عمران کی آیت

لتبلون فی اموالکم و انفسکم ولتسمعن من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم و من الذین اشرکوا اذیً کثیراً فان تصبروا وتتقوا فان ذالک من عزم الامور۔

تلاوت فرمائی اور اس کا ترجمہ فرمایا کہ "تمہیں تمہاری جانوں اور تمہارے مالوں کے متعلق ضرور آزمایا جائے گا اور تم ضرور ان لوگوں سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی۔ اور ان سے بھی جو مشرک ہیں بہت دُکھ دینے والا کلام سنو گے۔ اگر تم صبر کرو گے اور تقویٰ اختیار کرو گے تو یقیناً ہمت کے کاموں میں سے ہے۔

پھر فرمایا:۔
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اس آیت کا

ہمارے زمانہ سے بہت گہرا تعلق ہے

اور دراصل یہ قرآنی پیشگوئی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں پوری ہوئی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔
"اہل علم مسلمان اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ قرآن شریف میں آخری زمانہ کے بارے میں ایک پیشگوئی ہے اور اس کے ساتھ خدا کی طرف سے نصیحت کے طور پر ان کو حکم ہے جس کو ترک کرنا سچے مسلمان کا کام نہیں ہے اور وہ یہ ہے لتبلون فی اموالکم وانفسکم ولتسمعن من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذیً کثیراً وان تصبروا وتتقوا فان ذالک من عزم الامور۔ یہ مدنی سورۃ ہے اور یہ اس زمانہ کے لوگوں کو وصیت کی گئی ہے کہ جب ایک مذہبی آزادی کا زمانہ ہوگا کہ جو کوئی کچھ سخت گوئی کرنا چاہے تو وہ کر سکے گا۔ جیسا کہ یہ زمانہ ہے۔ تو کچھ شک نہیں کہ یہ پیشگوئی اسی زمانہ کے لئے تھی۔ اور اسی زمانہ میں پوری ہوئی۔ کون ثابت کر سکتا ہے جو اس آیت میں اذیً کثیراً کا لفظ ایک عظیم الشان ایذا رسانی کو چاہتا ہے۔ وہ کبھی کسی صدی میں اس سے پہلے اسلام نے دیکھی ہے"
(اشتہار ۴ر مئی ۱۸۹۸ء)

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ایک دوسری جگہ

تحریر فرماتے ہیں:۔
"خدا تعالیٰ نے جو اپنے دین اور اپنے رسول کے لئے ہم سے زیادہ غیرت رکھتا ہے وہ ہمیں ردّ لکھنے کی جا بجا ترغیب دے کر بد زبانی کے مقابل پر یہ حکم فرماتا ہے کہ جب تم اہل کتاب اور مشرکوں سے دکھ دینے والی باتیں سنو اور ضرور ہے کہ تم آخری زمانہ میں بہت سے دلآزار کلمات سنو گے۔ پس اگر تم اس وقت صبر کرو گے تو خدا کے نزدیک

اولوالعزم سمجھے جاؤ گے"

دیکھو یہ کیسی نصیحت ہے اور یہ خاص اسی زمانہ کے لئے ہے کیونکہ ایسا موقعہ اور اس درجہ کی تحقیر اور توہین اور گالیاں سننے کا نظارہ اس سے پہلے کبھی مسلمانوں کو دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ یہی زمانہ ہے جس میں کروڑہا توہین اور تحقیر کی کتابیں تالیف ہوئیں۔ یہی زمانہ ہے جس میں ہزارہا الزام محض افترا کے طور پر ہمارے نبی ہمارے سید و مولیٰ ہمارے ہادی مقتدا جناب حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ افضل الرسل خیر الوریٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر لگائے گئے۔ سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ قرآن شریف میں یعنی سورہ آل عمران میں یہ حکم ہمیں فرمایا گیا ہے کہ "تم آخری زمانہ میں نامنصف پادریوں اور مشرکوں سے دُکھ دینے والی باتیں سنو گے اور طرح طرح کے دلآزار کلمات سے ستائے جاؤ گے اور ایسے وقت میں خدا تعالیٰ کے نزدیک صبر کرنا بہتر ہوگا" یہی وجہ ہے کہ ہم بار بار صبر کے لئے تاکید کرتے ہیں"
(تریاق القلوب صفحہ ۱۶)

پھر حضور فرماتے ہیں:۔
"ہاں خدا نے ہم پر فرض کر دیا ہے کہ جھوٹے الزامات کو

حکمت اور موعظہ حسنہ

کے ساتھ دور کریں اور خدا جانتا ہے کہ کبھی ہم نے جواب کے وقت نرمی اور آہستگی کو ہاتھ سے نہیں دیا۔ اور ہمیشہ نرم اور ملائم الفاظ سے کام لیا ہے۔ بجز اس صورت کے بعض اوقات مخالفوں کی طرف سے نہایت سخت اور فتنہ انگیز تحریریں پاکر کسی قدر سختی مصلحت آمیز اس غرض سے ہم نے اختیار کی کہ تا قوم اس طرح سے اپنا معاوضہ پاکر وحشیانہ جوش کو دبائے رکھے اور یہ سختی نہ کسی نفسانی جوش سے اور نہ کسی اشتعال سے بلکہ محض آیت وجادلھم بالتی ھی احسن پر عمل کر کے ایک حکمت عملی کے طور پر استعمال میں لائی گئی اور وہ بھی اس وقت کہ مخالفوں کی توہین اور تحقیر اور بد زبانی انتہا تک پہنچ گئی۔ اور ہمارے سید و مولا انسروں کا شفا ت فخر موجودات کی نسبت ایسے گندے اور پُر شر الفاظ ان لوگوں نے استعمال کئے کہ قریب تھا کہ ان سے نقص امن پیدا ہو"
(تریاق القلوب)

گندہ دہنی اور دلآزار باتیں

تاریک دل اور تاریک زبان سے نکلی ہیں اور ضرور تھا کہ سب سے زیادہ اس قسم کے حملوں کا نشانہ وہ ذات بنے جو ہر لحاظ سے سب سے زیادہ منوّر تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا ہے کہ ساری دنیا یہ زمین اور یہ آسمان اور یہ ستارے سب کچھ اس لئے پیدا کیا گیا کہ مخلوقات میں سے ایک ہستی ایک وجود محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم

ہوئے والا تھا۔ حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے "فنا فی اللہ" "فنا فی نور ربہ" کا مقام حاصل کیا۔ اور اس نور میں گم ہو کر آپ کامل اور مجسم نور بن گئے اور ان تمام زمین و آسمان میں جہاں بھی جو نور نظر آتا ہے وہ آپ کے طفیل ہی ہے یہ صحیح ہے کہ

حقیقی نور اللہ کی ذات ہے،

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

لیکن یہ بھی درست ہے کہ اس دنیا میں اس نور محسن نے اپنے نور کی جو تقسیم کی ہے وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل کی ہے۔ ہر نور جو ہمیں نظر آتا ہے وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہی نظر آتا ہے۔ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات نہ ہوتی تو دنیا میں کسی کو اللہ تعالے کے نور سے حصہ نہ ملتا بلکہ دنیا پیدا ہی نہ ہوتی۔ اس لئے ہر ظلمت جو اٹھتی ہے اس کا پہلا نشانہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات ہوتی اور اس کے بعد وہ لوگ ان ایذا رسانیوں سے حصہ لیتے ہیں جنہوں نے طفیلی طور پر اور ظلی اور انعکاسی رنگ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نور سے حصہ لیا ہوتا ہے۔ ایسے پاک وجود جو امت محمدیہ میں اس نور سے طفیلی طور پر حصہ لینے والے ہیں۔ وہ طفیلی طور پر ایذا رسانی سے بھی حصہ لینے والے ہیں۔

اسی لئے

ہمیں یہ نظر آتا ہے

کہ جہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اس جہان میں سب سے زیادہ گالیاں دی گئیں۔ سب سے زیادہ تحقیر کے ساتھ آپ کا نام لیا گیا، سب سے زیادہ گند آپ کے خلاف اچھالا گیا۔ سب سے زیادہ گندی تحریریں اور بدبودار باتیں اس نور مجسم کے خلاف لکھی گئیں وہاں امت محمدیہ کے دوسرے پاک وجودوں کے متعلق بھی بہت زیادہ گند اچھالا گیا۔

چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی نہج پر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نور میں گم ہو گئے اور اس میں فنا ہو کر قرب تام حاصل کر لیا اس لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کسی نے سب سے زیادہ تحقیر آمیز اور گندی باتیں مخالفین سے سنیں تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود ہے۔ پھر وہ جنہوں نے اپنے آقا کے مطابق طفیلی رنگ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نور حاصل کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلفاء کو بھی طفیلی رنگ میں اذیٰ کثیراً سننا پڑتا ہے اور آپ کی جماعت کو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف جو گند اچھالا جاتا ہے برداشت کرنا پڑتا ہے پھر ان پاک وجودوں کے متعلق جنہوں نے طفیلی طور پر آنحضرت صلے اللہ کا نور حاصل کیا، جو گندہ دہنی کی جاتی ہے وہ بھی جماعت کو سننی پڑتی ہے اور یہ دکھ انہیں سہنا پڑتا ہے اسی لئے اللہ تعالے نے اس زمانہ میں جماعت احمدیہ کو

خاص طور پر تاکیدی حکم

دیا ہے اور وصیت کی ہے کہ جب تم اس قسم کی گالیاں سنو اور تحقیر آمیز باتیں تمہارے کانوں میں پڑیں۔ اس وقت تم اس طرف متوجہ ہی نہ ہو بلکہ صبر اور تقویٰ سے کام لیتے ہوئے اعمال صالحہ میں مشغول رہو۔ ان تیروں کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھو بلکہ اپنی نگاہ اپنے مقصود کی طرف لگائے رکھو۔ تمہارا مقصود صرف خدا تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے اس سے نہ ہٹو۔ اور خدا تعالیٰ کے حکم کو یاد رکھو کہ صبر سے کام لو۔

صبر کے ایک معنی یہ ہیں

کہ اللہ تعالیٰ کے جو احکام اوامر اور نواہی شریعت حقہ میں پائے جاتے ہیں ہم اپنے آپ کو ان اوامر پر مضبوطی سے قائم رکھیں اور اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کو بجا لا کر اس کی رضا کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

صبر کے دوسرے معنی

یہ ہیں کہ جن نواہی سے اس نے روکا ہے ہم اپنے آپ کو ان کے قریب بھی نہ جانے دیں تا اللہ تعالیٰ کا غضب ہم پر نہ بھڑکے۔

پس اگر اس طرح ہم تقویٰ اختیار کریں گے۔ اگر ہم خدا کی پناہ میں آجائیں گے۔ اگر ہم اس کو اپنی ڈھال بنا لیں گے تو پھر دشمن کا کوئی ... ہمیں نقصان نہ پہنچا سکے گا جیسے مال اور جان کی قربانی ہمیں دینی ہے۔

جذبات کی قربانی

بھی ہمیں دینی ہوگی یہ بھی خدا تعالیٰ کا امتحان ہے جو وہ لیا کرتا ہے اس سے ہم مومن ہو کر بچ نہیں سکتے۔ ہمیں اموال کی قربانی دینی پڑے گی۔ اور اگر موقع ہوا تو جانوں کی قربانی بھی دینی پڑے گی اور اگر موقع ہوا تو جذبات کی قربانی بھی دینی پڑے گی۔

پس اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے جذبات کی قربانی بھی لینا چاہتا ہے اور لے رہا ہے۔

یہ ہمارے حملہ آور مخالفین، جو کبھی ہمارے اموال پر حملہ کرتے ہیں کبھی ہماری جانوں پر حملہ کرتے ہیں اور کبھی ہماری عزتوں پر اور کبھی ہمارے پیاروں کی عزتوں پر حملہ کرتے ہیں۔ اگر ہم خدا تعالیٰ کی پناہ میں نہ ہوں۔ اگر وہ ہماری ڈھال نہ بنے تو بے شک ہمیں ہر قسم کا نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

پس اگر ہم اپنے آپ کو خدا کی پناہ میں دے دیں، اگر ہم اسے اپنی ڈھال بنا لیں تو خدا تعالیٰ کی مخلوق میں سے کون ہے جو خدا تعالیٰ کی ڈھال پر ضرب لگائے اور پھر چکنا چور نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے ایسے مواقع پر ہمیں ...

صبر اور تقویٰ سے کام لینے کی نصیحت

فرمائی ہے اور ہمیں ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہیئے اور دعا کرتے رہنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ ہمیں اس کے احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا کرے۔ تا ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہوں اور یہ خدا تعالیٰ کی یہ جماعت جو آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب ہونے والی ہے۔ اور جس کا دعویٰ ہے کہ وہ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

کی فدائی ہے اور اپنے مولا اور اپنے رب اور اپنے پیدا کرنے والے کی عاشق زار ہے۔ اس کے متعلق جب مستقبل کا تاریخ دان تاریخ کے ورق الٹ رہا ہو۔ تو اسے بڑے واضح، روشن اور نمایاں طور پر ان اوراق میں لکھا نظر آئے کہ کتے بھونکتے رہے اور

پرستاران وجاں نثاران حضرتِ احدیت

کا یہ قافلہ صراط مستقیم پر رواں دواں اپنی منزل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ خدائے قادر و توانا کی رضا کا سایہ ان کے سروں پر تھا۔ اور ملائکہ کی افواج ان کے دائیں بھی تھیں اور بائیں بھی۔ یہاں تک کہ وہ قافلہ اپنے مطلوب اپنے مولا کو جا ملا اور آخری کامیابی اسے حاصل ہوئی۔

مکرم بابا جلال الدین صاحب درویش قادیان وفات پا گئے

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ

قادیان ۱۰ جولائی۔ افسوس آج بارہ بجے دوپہر کے قریب مکرم بابا جلال الدین صاحب درویش وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کو ایک عرصہ سے ضیق النفس کا عارضہ تھا اور چند ماہ سے اکثر صاحب فراش ہی رہتے تھے۔ آج صبح تکلیف زیادہ ہونے کی اطلاع ملنے پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اور دوسرے بزرگان عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور خاص طبی امداد کا اہتمام کیا گیا۔ لیکن مشیت الٰہی اللہ کو پیارے ہو گئے۔ بعد نماز عصر مسجد اقصیٰ کے صحن میں حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ نے درویشوں کی کثیر تعداد سمیت مرحوم کی نماز جنازہ پڑھائی اور کندھا دیا۔ بعدہٗ مقبرہ بہشتی میں سپرد خاک کیا گیا۔ قبر کی تیاری پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے آخری دعا کرائی۔ مرحوم کی اہلیہ قادیان میں آپ کے پاس تھیں۔ جنہیں آخری خدمات کا موقعہ ملا۔ مکرم بابا صاحب کی کوئی نرینہ اولاد نہ تھی، صرف ایک شادی شدہ لڑکی ہے۔ جو ربوہ میں رہائش پذیر ہے۔ مرحوم مکرم مولوی محمد صدیق صاحب شاہد گورداسپوری سابق مبلغ افریقہ کے بہنوئی تھے۔ بڑے سادہ مزاج دعاگو بزرگ تھے۔ خدا تعالیٰ انہیں اپنے قرب خاص میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کا حامی وناصر ہو۔ آمین۔

بقیہ اخبار احمدیہ

التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ مدظلہا کو اپنے فضل سے صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ آپ کا بابرکت سایہ ہمارے سروں پر دراز سے دراز تر فرمائے۔ آمین۔

— حضرت سیدہ ام مظفر احمد صاحبہ مدظلہا کی صحت کے متعلق ڈاکٹری رپورٹ میں تسلی کا اظہار کیا گیا ہے۔ لاہور لے جانے کا خیال فی الحال ترک کر دیا گیا ہے۔

قادیان ۱۱ر جولائی۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل وعیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

الحمد للہ

یوم رحمۃ للعالمین کے موقعہ پر

جماعت احمدیہ حیدرآباد کی ایک کامیاب تبلیغی مہم!!

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب مالاباری مبلغ سلسلہ احمدیہ حیدرآباد

گذشتہ چند سالوں سے یہاں کل ہند مجلس تعمیر ملت کی طرف سے نہایت وسیع پیمانہ پر جلسہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم منعقد ہوتا ہے۔ چنانچہ امسال بھی مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۷۶ء کو ایک شاندار جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں ایک لاکھ سے زائد مسلمان مرد و زن شریک ہوئے۔

چونکہ ۱۹۴۸ء تک اس ریاست کی حکومت مسلمانوں کے ہاتھوں میں رہی تھی اس لئے پورے ہندوستان میں حیدرآبادی مسلمانوں کی تہذیب اور تمدن اپنے اندر ایک خصوصیت رکھتا تھا۔ یہاں کے آداب و اطوار، انداز تکلم طریقہ زندگی اور لباس وغیرہ ایک خاص حیثیت اور تمکنت کے حامل ہیں۔ شیروانی ٹوپی اور داڑھی یہاں کے مسلمانوں کا طرۂ امتیاز ہوا کرتا تھا۔ لیکن تقسیم ہند کے بعد دیگر ریاستوں سے کثیر تعداد میں غیر مسلم اقوام آکر یہاں آکر بود و باش اختیار کرنے لگ گئے ہیں جس کے نتیجہ میں مسلمانان حیدرآباد بھی خاص کر نوجوان طبقہ ان کے رنگ میں رنگین ہو گئے۔ اور اپنی مخصوص تہذیب اور تمدن کو خیرباد کہنے لگے ہیں۔ شیروانی اور ٹوپی کی جگہ ٹیڈی لباس جو عریانی اور بدتہذیبی کا بدترین نمونہ ہے اپنانے لگے ہیں۔ خاص کر وہ حیدرآبادی خواتین جو پردہ کے لحاظ سے پورے ہندوستان میں اپنا خاص مقام رکھتی تھیں اسے خیرباد کہتے ہوئے اس بے حیا ٹیڈی لباس کو اپنانے لگی ہیں۔

مسلمانوں کا یہ جلسہ عام ان ہر دو قدیم و جدید تہذیب و تمدن کے امتزاج کی تصویر پیش کر رہا تھا۔

چونکہ سال میں ایک ہی دفعہ یہاں کے مسلمان اس قدر کثیر تعداد میں ایک جگہ جمع ہوتے ہیں اس لئے اس موقعہ سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے پچھلے چند سالوں سے جماعت احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد کی طرف سے ایک تنظیم کے ماتحت مناسب حال ٹریکٹ شائع کر کے وسیع پیمانہ پر تقسیم کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

چنانچہ محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد کے ارشاد کے مطابق خاکسار نے سولہ صفحوں پر مشتمل ایک ٹریکٹ "اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور تحریک جدید" کے عنوان سے مرتب کیا جسے ہزاروں کی تعداد میں طبع کرایا گیا۔

اس ٹریکٹ کے جملہ اخراجات محترم الحاج سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ نے حسب سابق ذاتی طور پر برداشت کئے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

موصوف اپنے اندر تبلیغ حق کے لئے دلی تڑپ رکھتے ہیں اور ہمیشہ انہیں یہ فکر دامنگیر رہتی ہے کہ جماعت کا تبلیغی نظام وسیع سے وسیع تر ہو۔ اللہ تعالیٰ اُن کے خلوص اور جذبۂ خدمت دین میں برکت ڈالے اور صحت و سلامتی کی لمبی عمر عطا کرے۔ آمین۔

حسب پروگرام مجلس خدام الاحمدیہ کے تقریباً تیس مستعد و مخلص خدام اس ٹریکٹ کی تقسیم کے لئے جلسہ گاہ کے باہر گذرگاہوں میں پھیل گئے۔ اور بڑے سلیقہ اور خوش اسلوبی سے ہر سنجیدہ مزاج، ذی علم و فہم شریک جلسہ تک یہ ٹریکٹ پہنچانے کا فرض ادا کرتے رہے۔ اس کام کی نگرانی مکرم مولوی محمد صادق صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ اور خاکسار کرتے رہے۔

تھوڑی دیر میں یہ نظارہ ہمارے لئے نہایت ہی مسرت اور اطمینان بخش تھا کہ جلسہ گاہ سے نکلنے والے ہر سنجیدہ شخص کے ہاتھ میں یہ دو ورقی تحفہ تھا اور اکثر احباب اس ٹریکٹ کا بغور مطالعہ کرتے جا رہے تھے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ خدمت دین کے لئے آگے آنے والے نوجوانوں کو دینی و دنیاوی ترقیات سے نوازے۔ آمین

"خدانخواستہ" ایک عجیب ٹریکٹ

اس جلسہ میں تقسیم ہونے والا ایک ٹریکٹ بعنوان "خدانخواستہ" بھی خاکسار کی نظر سے گذرا۔ جو مولانا صحوی شاہ صاحب کا مرتب کردہ اور ادارہ النور حیدرآباد کا شائع کردہ تھا۔ ۳۲ صفحوں پر مشتمل اس پورے کتابچہ میں مسلمانوں کے روحانی زوال اور تنزل پر آنسو بہائے گئے ہیں۔ اور ہر فقرے سے مایوسی قنوطیت اور بیچارگی ٹپک رہی تھی چنانچہ مسلمانوں کو مخاطب کر کے لکھا گیا ہے:-

"کیا تم اپنی کسمپرسی کا ماتم کرنا نہیں چاہتے؟ کیا تم اپنی بے سروسامانی پر آنسو بہانا نہیں چاہتے؟ کیا تم اپنے وسائل اور اسباب و علل کے فقدان سے اتنے پست ہمت ہو چکے ہو کہ اب آواز بھی نکلنی مشکل ہے!" (صفحہ ۱۰)

اس طرح کے اظہار مایوسی کے ساتھ ہی ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں پر جو ناگہانی آفتیں، طرح طرح کے عذاب اور مختلف قسم کے ابتلاء نازل ہو رہے ہیں ان کا ذکر کرتے ہوئے مولانا صحوی شاہ صاحب لکھتے ہیں:-

"کیا تم آجکل اخبارات میں نہیں پڑھتے کہ آندھی طوفان، سیلاب اور بھونچال سے فلاں شہر میں اتنی تباہی آئی اور فلاں شہر اور ملکوں میں اتنے زلزلے آئے اور آتش فشاں پہاڑ پھٹ پڑے۔ .... ایسے کیا تم نہیں سوچتے کہ خدا کا عتاب تم سے کتنا قریب تر ہو گیا ہے! سوچو سمجھو اور غور کرو۔ کیا یہ ساری بجلیاں تمہارے ہی نشیمن پر کیوں ٹوٹ رہی ہیں .... کیا تم نہیں دیکھتے کہ آتے دن کے زلزلے یہ سیلاب طوفان اور یہ بھونچال آخر کس خطرے کا سائرن دے رہے ہیں۔ اور یہ جدھر دیکھو تباہی و تاراجی کا بھیانک دیوتا تمہارے سروں پر کیوں مسلط ہو رہا ہے" وغیرہ وغیرہ۔

غرضیکہ یہ پورا ٹریکٹ اسی قسم کی باتوں سے بھرا پڑا ہے کہ ایک طرف مسلمان مایوسی اور بے چارگی کے شکار ہیں تو دوسری طرف خدا تعالیٰ کی طرف سے وہ قہر الٰہی کا نازل ہو رہا ہے اور وہ تیزی سے ذلت میں گرتے چلے جا رہے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:-

"آخر تم نے کبھی سوچا بھی ہے کہ یہ سب کچھ کیا حادثات "اتفاق" کے زیر عنوان ہے یا اُن کے پیچھے کوئی چھپی ہوئی طاقت بھی ہے جس کے دست اقتدار میں کائنات کے ہر ہر ذی روح کا چھوٹی اور ونیا کی ہر چھوٹی سی چھوٹی اور بڑی سے بڑی سواریوں کی باگ ڈور ہے؟"

مؤلف ٹریکٹ ہذا کے ان جملہ سوالات کا ایک ہی جواب ہے جسے اللہ تعالیٰ کے کلام میں بڑے ہی جامع الفاظ میں بیان فرمایا گیا ہے وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا" یعنی ہم دنیا میں اس وقت تک عذاب نازل نہیں کرتے جب تک کسی فرستادہ کو پہلے ہوشیار اور چوکس کرنے کے لئے مبعوث نہیں کر دیتے۔

چنانچہ اس زمانہ میں بھی خدا تعالیٰ نے ایسا ہی کیا۔ یعنے ایک مامور و مرسل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ لیکن مسلمانوں کی اکثریت نے سرکشی کی اور سچے مامور کو تکذیب کی نگاہ سے دیکھا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ ایک طرف وہ قہر الٰہی کے مورد بن رہے ہیں تو دوسری طرف مایوسی کے شکار!!

مؤلف کتاب ہذا مسلمانوں سے سوال کرتے ہیں:-

"اے عقل و فراست کے دعویدارو سوچو کہ آخر تمہیں کس چیز نے اپنے ہر آن پالنے والے اور نگہداشت کرنے والے کے مقابل مغرور بنا دیا۔ اور تمہیں کس چیز نے خدا کی دی ہوئی نعمتوں سے کفران کرنے پر آمادہ کر دیا ہے؟"

مگر عجیب بات ہے کہ آج سے پون صدی پہلے خدا تعالیٰ نے اپنے مامور کو خبر دے دی تھی کہ اُسے کس قسم کے لوگوں سے سابقہ پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً فرمایا:-

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اُسے قبول نہیں کیا پر خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کر دے گا۔"

اگر غور کیا جائے تو مسلمانوں پر پڑنے والی جس قسم کی افتاد کا ذکر اس ٹریکٹ میں ہے وہ اصل یہ بھی وہ زور آور حملے ہیں جو قدرت حق کی طرف سے سچے مامور کی صداقت کو ظاہر کر رہے ہیں۔ کاش وہ آنکھیں کھول کر

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

حیرت اور خاموشی

ایک مولوی صاحب سے تبادلۂ خیالات

از مکرم خورشید احمد صاحب پربھاکر۔ قادیان

گذشتہ سال ماہ اپریل کی بات ہے کہ احباب نے بتایا کہ صوبہ بہار کے ایک غیر از جماعت مولانا آپ کو کئی بار یاد فرما چکے ہیں۔ چنانچہ خاکسار مہمان خانہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ علیک سلیک کے بعد تعارف ہوا۔ مولانا نے فرمایا کہ اخبار بدر میرے نام جاری ہے اس میں آپ کے مضامین پڑھنے کا موقعہ ملتا رہتا ہے۔ لہذا قادیان آنے پر آپ سے ملاقات کا شوق پیدا ہوا۔

یہ صاحب مولانا کلیم اللہ خان صاحب ہیں جو چکوا ضلع مظفر پور (بہار) کے رہنے والے ہیں۔ بنارس میں مذہبی تعلیم حاصل کی بریلی میں دستار بندی ہوئی۔ گجرات کاٹھیاواڑ میں کسی جگہ دو سال تک بچوں کو تعلیم دین دینے کے بعد واپس اپنے وطن تشریف لے جا رہے تھے۔

ایک روز دفتر دعوت و تبلیغ میں تشریف لائے اور خاکسار کے کمرہ میں رونق افروز ہوئے اس وقت خاکسار سورہ فاطر آیت نمبر ۲۰ تا ۲۳ کا ترجمہ ہندی میں کر رہا تھا۔

مولانا صاحب موصوف سے حسب ذیل تبادلۂ خیالات ہوا۔

پربھاکر۔ مولانا صاحب! کیا واقعی آپ کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام [illegible] چرخ آسمان پر آج تک [illegible] ہیں؟ اور وہ آخری زمانہ [illegible] زندہ [illegible]

مولانا صاحب۔ [illegible] واقعی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے خاکی جسم کے ساتھ ہی آسمان پر زندہ موجود ہیں اور وہ آخری زمانہ میں نیا شبہ نبی کی حیثیت سے تشریف لائیں گے مقام نبوت سے انہیں کوئی الگ نہیں کر سکتا۔

پربھاکر۔ کیا آپ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ کا روضہ مبارک مدینہ منورہ میں موجود ہے۔ اور اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جسم مبارک مدفون ہے؟

مولانا۔ نبی پاک سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات سے کس کو انکار ہو سکتا ہے؟ مدینہ طیبہ میں حضور اقدس کا روضہ مبارک ہے۔

پربھاکر (میز پر رکھی ہوئی کتب میں سے قرآن مجید کو لے کر مولانا کی طرف بڑھاتے ہوئے) کیا یہ درست ہے کہ قرآن مجید خدا کا قول ہے اور قانونِ قدرت اس کا فعل؟ اللہ تعالےٰ کے قول یعنی قرآن مجید اور قانون قدرت یعنی خدا تعالےٰ کے فعل میں اختلاف نہیں ہو سکتا؟ اور یہ کہ اسلام دین فطرت ہے۔ اس لئے اس کی تعلیمات فطرت کے عین مطابق ہیں۔

مولانا۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ قرآن مجید کی تعلیم فطرت کے مطابق ہے قرآن شریف کو ماننے بغیر چارہ ہی نہیں ہے۔

پربھاکر۔ سورہ فاطر کی آیت نمبر ۲۰ تا ۲۳ تینوں آیات پر غور فرمایئے۔ کہ اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں ہو سکتے، ان میں سے کون افضل ہے؟ (وما یستوی الاعمیٰ والبصیر)۔

مولانا۔ نابینا کی نسبت دیکھنے والا بہتر ہوتا ہے۔

پربھاکر۔ اندھیرا اور نور برابر نہیں ہو سکتے۔ (آیت ہے ولا الظلمٰت ولا النور) دنیا کے تجربہ کی بنا پر کون افضل ہے؟

مولانا۔ اندھیرے سے روشنی لاکھ درجہ بہتر ہوتی ہے۔ تمام دنیا کا تجربہ اس بات پر شاہد ہے۔

پربھاکر۔ زندہ اور مردے برابر نہیں ہو سکتے آپ کے خیال میں ان دونوں میں سے کون افضل ہے؟ (وما یستوی الاحیاء ولا الاموات)

مولانا۔ زندہ مردہ سے بہر حال بہتر ہے

پربھاکر۔ آپ کا ایمان ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام بجسم عنصری چوتھے آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ اور وہ آخری زمانہ میں اُمتِ محمدیہ کی اصلاح کے لئے دنیا میں تشریف لائیں گے۔ دوسری طرف حالانکہ آپ حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو وفات یافتہ تسلیم کرتے ہیں۔ ان دونوں نبیوں میں سے کون افضل ہوا۔ سورۃ فاطر کی آیات آپ کے سامنے ہیں یعنی خدا تعالےٰ کے قول اور اس کے فعل میں آپ کیسے تطبیق کرتے ہیں؟

مولانا۔ ہم رسولِ خدا احمد مجتبیٰ سرکار مدینہ صلعم کو وفات یافتہ تسلیم نہیں کرتے بلکہ ہم آپ کو زندہ مانتے ہیں۔

پربھاکر۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا مزار مبارک مدینہ شریف میں موجود ہے۔ اور حضور ہی اس میں مدفون ہیں۔ ابھی ابھی آپ نے اس بات کا اقرار کیا ہے۔ اگر یہی سوال آپ سے کوئی غیر مسلم کرے تو آپ کس طرح اسے مطمئن کریں گے تاکہ آپ کے دلائل سے اطمینان قلب حاصل کر کے اسلام کو قبول کر لیوے (اتفاق سے اس موقعہ پر مولوی بشیر احمد صاحب خادم کی تبلیغی کا رسالہ حقائق القرآن لے آئے جس میں مصنف رسالہ نے سورت فاطر کی یہی آیات دے کر حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ سرور کائنات سے افضل ثابت کرنے کی کوشش کی ہوئی ہے)

مولانا۔ حیران ہو کر بالکل خاموش ہو گئے۔

پربھاکر۔ مولانا صاحب! آپ خاتم النبیین کس نبی کو یقین کرتے ہیں؟

مولانا۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم سرور کائنات خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

پربھاکر۔ میرے خیال میں آپ کو حسابی غلطی لگی ہوئی ہے۔ آپ کے عقیدہ کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانہ میں آسمان سے دنیا میں نزول فرمائیں گے۔ آپ قرب قیامت کی نشانی ہیں۔ چنانچہ ان کی تشریف آوری کے تھوڑے ہی عرصہ بعد قیامت کبریٰ آ جائے گی۔ گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس لئے عملاً حضرت مسیح علیہ السلام کو خاتم النبیین تسلیم کر لیجیئے۔

مولانا۔ حیران ہو کر سوچ میں پڑ گئے۔

مولانا۔ بے شک حضرت مسیح علیہ السلام آسمان سے دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ اور وہ نبی بھی ہوں گے۔ مگر یاد رکھیئے کہ ان کی نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے چھ سو برس پہلے کی ملی ہوئی ہے۔ اگر وہ حضرت محمد مصطفیٰ کے بعد آ جائیں۔ تو وہ پرانے نبی ہوں گے نئے نہ ہوں گے۔ اس لئے خاتم النبیین حضرت رسول پاک ہی رہے۔

پربھاکر۔ گویا آپ کے نزدیک پرانا نبی بحیثیت نبی آ سکتا ہے اور نیا نبی نہیں آ سکتا۔ اس طرح نبی کے آنے کا جواز تو پیدا ہو گیا۔ خیر اس بات کو فی الحال رہنے دیں کہ نئے اور پرانے کی تصریحات کہاں بیان ہوئی ہیں۔ نئے نبی کے آنے میں کونسی روک ہے جو پرانے کے آنے میں نہیں ہے۔ فی الحال اس بات پر غور فرمائیں کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام بحیثیت نبی کیوں تشریف لائیں گے ان کے بلائے جانے میں کیا حکمت ہے؟

مولانا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آ کر امت محمدیہ کی اصلاح کریں گے مسلمانوں کو قرآن سکھائیں گے اور اسلام کو تقویت دیں گے۔ ان کے ذریعہ اسلام کو عالمگیر غلبہ نصیب ہو گا۔

پربھاکر۔ لیکن قرآن مجید تو کہتا ہے کہ رسولاً الیٰ بنی اسرائیل (آل عمران آیت ۵۰) کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف اور صرف بنی اسرائیل یعنی عیسائیوں کی طرف ہی رسول بنا کر مبعوث کئے گئے تھے۔ اور خود ان کا اپنا بھی یہی مشن تھا کہ "میں بنی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑوں کی طرف ہی بھیجا گیا ہوں۔" (متی باب ۱۵ آیت نمبر ۲۴)

اگر وہ تشریف لاتے ہیں تو خدا تعالیٰ کا قول رسولاً الیٰ بنی اسرائیل کس رنگ میں پورا ہو گا جبکہ خدا تعالےٰ کے قول اور اس کے فعل میں اختلاف نہیں ہو سکتا؟ لہذا ماننا پڑے گا کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کے وقت تمام مسلمان عیسائی ہو چکے ہوں گے تاکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ آیت پڑھتے ہوئے کسی قسم کی الجھن پیدا نہ ہو!!

مولانا۔ سوچ میں پڑ گئے ——— !!

تصحیح

بدر ۳۰ جون میں صفحہ ۹ پر ایک مباحثہ کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا ہے اس کے کالم میں کی وہ عبارت جو نیچے سے اوپر چوتھی سطر میں جو غیر احمدی کے عنوان سے تحریر ہے اسے اس طرح پڑھا جائے۔

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام بلا شبہ اپنی آمد ثانی میں العیاذ نبوت سے معطل ہوں گے لیکن وہ اپنا کچھ بھی پیش نہیں کریں گے بلکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی ہی اتباع کریں گے لہذا ان کا آنا لا نبی بعدی کے خلاف۔" احباب اسکے مطابق تصحیح فرمالیں ——— (ادارہ)

قسط اوّل

تحریک جدید کیلئے علاقہ جنوبی ہند کا دورہ

رپورٹ مرسلہ مکرم چودھری فیض احمد صاحب گجراتی

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت الوصیۃ کا جو عظیم الشان نظام جاری فرمایا تھا۔ اور جس پر عمل کر کے جماعت احمدیہ کے ہزاروں مخلصین اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے موجودہ دور کی بے نظیر قربانیاں پیش کر رہے ہیں۔ اس نظام وصیت کو وسعت دے کر ساری دنیا میں پھیلانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موعود فرزند حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے خاص القاء کے ماتحت تحریک جدید کا نظام جاری فرمایا تھا۔ جو مخالفین احمدیت کے اس چیلنج کا کہ وہ احمدیت کو صفحۂ ہستی سے نابود کر دیں گے اور قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔ ایک مسکت مؤثر اور مسلسل جواب ہے اور جس پر جماعت کے ہزاروں لاکھوں افراد نے لبیک کہہ کر یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ اسلام کی اشاعت اور سربلندی کے لئے سچی قربانیاں کرنے والی جماعت، یہی وہ غریب جماعت ہے یہی وہ قلیل جماعت ہے جس کی غربت اور قلت تعداد کو دیکھ کر مخالفین دھمکیاں دینے پر اتر آئے تھے۔ اور بزعم خود احمدیت کو عنقریب صفحۂ عالم سے نابود کر دینے والے تھے۔

لیکن سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے تحریک جدید کے ذریعہ سے اس چھوٹی سی جماعت کو دنیا کے ہر گوشے میں پھیلا دیا۔ اور چاردانگ عالم میں احمدیت کے مضبوط مراکز قائم کر کے اشاعت اسلام کا بے نظیر کارنامہ سرانجام دیا۔ اور آج ہم اللہ تعالیٰ کے اس فضل کا فخر اور جذبات تشکر کے ساتھ ذکر کرنے کے قابل ہیں کہ آسمان کی رفعتوں پر چمکتا ہوا سورج اپنی چوبیس گھنٹے کی مسافت میں احمدیت کی بستیوں پر سے گزرتا ہے۔ الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ کی ہزاروں ہزار رحمتیں ہوں اس محبوب و مقدس امام پر جس نے جماعت کی مخلص بنیادیں مشرقین اور مغربین میں قائم کر دیں۔

آنے والے دور کا مؤرخ جب خلافت ثانیہ کے عہد زریں کے باب باندھے گا تو وہ قلم بدنداں رہ جائے گا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ سے تائید یافتہ اس موعود مصلح رضی اللہ عنہ نے ایک قلیل اور کمزور جماعت کو دنیا کا مضبوط ترین نظام عطا کر کے رفعتوں سے ہمکنار کیا۔ اور تحریک جدید کے ذریعہ جماعت کے اندر وہ حرکت غیر منقطع پیدا کر دی، دلوں کے اندر وہ ولولے پیدا کر دیئے کہ گنجشک بے مایہ کو شاہین کے مقابلہ میں مضبوط تر بال و پر دے دیئے۔ اور خدمت اسلام کا وہ جذبہ بخش دیا کہ آج احمدیت کے بچے بچے، مرد و عورت اور بوڑھے بوڑھے کی جبینوں میں ذوق اشاعت اسلام کی خاطر قربان ہونے کے لئے جذبات انگڑائیاں لیتے ہیں۔ آج ہمارے اس محبوب امام کو موت کی کہر نے اپنے پردوں کے پیچھے چھپا لیا ہے لیکن اس کا جاری کردہ نظام اور تحریکات ہمارے رگ و ریشہ میں سمائے ہوئے ہیں۔

اس عظیم الشان تحریک جدید کے سلسلہ میں خاکسار اپنے پروگرام کے مطابق ۲۶ر جون کو دارالامان سے عازم جنوبی ہند ہوا۔ اور ۲۸ر کو بمبئی پہنچ گیا۔ مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ بمبئی جو اس دورہ میں میرے ہمراہ سفر پر جانے والے تھے ابھی تک لکھنؤ کانفرنس سے واپس نہیں ہوئے تھے۔ اگلے روز وہ بھی بمبئی پہنچ گئے۔

اسی روز ایک صاحب بزرگ صورت مولوی صاحب سے ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ میں ان سے واقف نہ تھا۔ لیکن انہوں نے جو سلسلہ گفتگو شروع کیا۔ اس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ احمدیت سے خوب متعارف ہیں۔ انہوں نے کئی بار سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا ذکر بڑے احترام کے ساتھ کیا۔ جماعت کے بعض اور بزرگوں کا ذکر بھی کیا۔ میں تعجب کے ساتھ ان کی گفتگو سنتا رہا۔ اس لئے کہ میں اس سے قبل بھی کئی بار بمبئی آ چکا تھا۔ لیکن ان صاحب سے کبھی ملاقات نہ ہوئی تھی۔ آخر میں مولوی صاحب نے تعارف کروایا کہ یہ جناب مہر محمد خان صاحب شہاب ہیں۔ جو کسی زمانہ میں الفضل کے نائب ایڈیٹر بھی رہ چکے ہیں۔ مگر یہ انکشاف میرے لئے اور بھی تعجب خیز تھا۔ اس لئے کہ اب ان کا نام کہیں سننے میں نہیں آ رہا تھا۔ آخر ہوا کیا! شہاب صاحب جو گفتگو کرتے رہے وہ علمی تھی۔ خلافت ثانیہ کے ابتدائی سالوں کے کئی واقعات انہوں نے نہایت شگفتہ اردو میں سنائے۔ میں عدم تعارف کے باعث حیرت مجسم بنا بیٹھا تھا۔ مولوی سمیع اللہ صاحب نے اس طلسم حیرت کو یوں توڑا کہ "جناب شہاب صاحب احمدیت کو چھوڑ کر بہائیت کی طرف مائل ہو گئے تھے"۔

اس دور کے چند واقعات سنانے کے بعد شہاب صاحب نے ایک واقعہ سنایا تو میں اس نتیجہ پر پہنچ گیا جس پر مجھے پہنچنا چاہئے تھا۔ انہوں نے بتایا کہ "جب میں جوان تھا اور بمبئی میں مقیم تھا حضرت صاحب ۱۹۲۴ء میں دورہ یورپ پر تشریف لے جا رہے تھے تو میں نے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد سے ملنے کی خواہش کی اور درخواست کی۔ اس پر ایک صاحب جو حضرت صاحب کے ہمراہ سفر تھے میرے پاس آئے۔ وہ مولوی سے تھے۔ کھچڑی سی داڑھی تھی۔ اور اتنا سا قد تھا۔ انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیوں ملنا چاہتے ہو؟ اس پر میں نے ملنے کا ارادہ ترک کر دیا۔"

شہاب صاحب نے ملنے کی غرض دریافت کرنے والے کا حلیہ جس طنزیہ لہجے اور استحقار کے ساتھ بیان کیا اور پھر ملنے کی غرض و غایت دریافت کرنے کو اپنی ہتک پر محمول کیا تو میں سمجھ گیا کہ معاملہ "اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ" کا ہے۔ لیکن اس کے باوجود میں شہاب کا ممنون ہوں کہ انہوں نے ایک ایسا تاریخی انکشاف کیا جو ممکن ہے اصل صورت میں جماعت احمدیہ کے ہاتھ نہ آ سکے لیکن میں اس روایت کا [illegible] گواہ ہوں۔ اور وہ یہ کہ شہاب صاحب نے بتایا کہ ان کے پاس مولانا شبلی کا ایک خط ہے جس میں مولانا شبلی نے تحریر کیا تھا کہ وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو مجدد مانتے ہیں۔ اور یہ خط ان کے کتب خانہ میں مالیر کوٹلہ میں موجود ہے۔

ایک اور انکشاف جو کم از کم میرے لئے نیا تھا۔ جناب شہاب صاحب نے کہا کہ سراج الدین عیسائی جس کے چار سوالوں کا جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیا تھا وہ خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کا حقیقی بھائی تھا۔

بہرحال جناب شہاب صاحب کی گفتگو، ان کی تحقیق اور علمی پایہ اور حافظہ دماغ سے میں بہت متاثر ہوا اور ہر فقرہ ختم ہونے پر میں دعا کرتا رہا کہ اللہ تعالیٰ انہیں صدق دل سے پھر احمدیت میں آنے کی توفیق بخشے کہ ابھی شام نہیں ہوئی ہے!!

بمبئی میں دو روز احمدی احباب سے تحریک جدید کے سلسلہ میں ملاقاتیں کرنے اور وعدے لینے پر گزر گئے۔ بعض احباب نے نئے وعدے لکھوائے اور وعدہ کنندگان نے جلد ادائیگی کا وعدہ کیا۔

یکم جولائی کو ہمارا وفد ہبلی اور دھارواڑ کے لئے روانہ ہوا۔ اور ۲ر کو ہم مکرم قاضی سید بدرالدین صاحب ریٹائرڈ ڈی۔ ڈی۔ [illegible] دھارواڑ کے پاس پہنچ گئے۔ قاضی صاحب جو منکسر مزاج اور خوش طبع بزرگ ہیں۔ انہوں نے بڑی خوشی کے ساتھ تحریک جدید میں حصہ لیا۔ اگلے روز ہم ہبلی پہنچے جہاں کے اکثر احباب نے وعدے لکھوائے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

ہم ہبلی سے ۴ر کو روانہ ہو کر اسی روز شیموگہ پہنچ گئے۔ شیموگہ کی جماعت خدا کے فضل سے تمام تحریکات میں حصہ لیتی ہے۔ اس جماعت کے روح رواں محترم میر کلیم اللہ صاحب ہیں۔ جو بفضلہ تعالیٰ تحریک جدید کے دور اوّل سے قابل ذکر حصہ لیتے چلے آ رہے ہیں۔ آپ بڑے پرجوش اور حیرت انگیز ایک سو چار سال عمر کے جوان ہیں۔ اور اس لحاظ سے تو وہ اعجوبہ روزگار ہیں کہ ۱۰۴ سال کی عمر میں وہ سائیکل کی سواری کرتے ہیں۔ اور نوجوانوں کے سے جوش کے ساتھ سلسلہ عالیہ کی خدمت کا جذبہ رکھتے ہیں۔ ان سے جب ملاقات ہوئی اور تحریک جدید کے ذکر کے ساتھ سیدنا حضرت فضل عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر آیا تو یکدم وہ اپنے دونوں ہاتھ سینے پہ لے گئے۔ اور عالم تصور میں اپنے محبوب سے معانقہ کرنے لگے اور رقت بھری غم آلود آواز میں کہنے لگے "وہ پیارا پیارا فضل عمر" پھر کہہ کر وہ رک گئے جیسے ان کا گلا رندھ گیا ہو۔ پھر کہنے لگے "اس پیارے فضل عمر نے ایک بار مجھے اپنے سینے سے لگایا تھا اور میرے اندر وہ گرمایاں [illegible] موجود ہیں [illegible] مجھے خدا کے فضل [illegible] ہوں"۔

شیموگہ کی [illegible] خدا کے فضل سے پہلے ہی تحریک جدید میں شامل ہے [illegible] نے صرف اپنی طرف سے وعدے لکھوائے بلکہ بعض نے اپنے پیارے آقا حضرت مصلح موعودؓ کی طرف سے بھی تحریک جدید میں وعدے دیئے کیونکہ ان کا مقدس [illegible] اندر قربانیوں کی یہ تڑپ پیدا کی تھی۔ اور اس احسان کا بہترین اظہار تشکر [illegible] کی طرف سے بھی تحریک جدید میں حصہ لے۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ [illegible] فرائض کے لحاظ سے [illegible] بہشتی مقبرہ کے [illegible] سے بھی [illegible] کے لئے تلقین بھی ہو رہی ہے اور [illegible] کی تعداد بڑھائی بھی ہو رہی ہے۔ نیز [illegible] کو وصیت کی اہمیت بھی بتائی جا رہی ہے۔ چنانچہ اب تک دو نئی وصیتیں ہو چکی ہیں۔ علاوہ ازیں

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

عیسائی ممالک میں عیسائیت کی ناکامی!

(بقیہ صفحہ اول)

ہے۔ چرچ کے بڑے بڑے پادریوں نے
اہل یونان کے فلسفیانہ نظریات
کی مدد سے یہ بتانا شروع کیا کہ مسیح اپنی
ذات میں کیا تھا۔ انہوں نے کہا تثلیث
مقدس کے اقانیم ثلاثہ باپ۔ بیٹا
روح القدس میں مسیح دوسرا اقنوم
ہے جو بیک وقت انسانیت اور الوہیت
دونوں کا حامل ہے۔ مراد اس سے یہ تھی
کہ وہ مکمل خدا اور مکمل انسان ہے"
(ایضاً)

* * *

مذکورہ بالا معاملہ میں الوہیت مسیح کا
عقیدہ پیش کرنے اور یہ بتانے کے
بعد کہ یہ عقیدہ یونان کے فلسفیانہ
نظریات کے زیر اثر بہت بعد میں ایجاد
کیا گیا "نیوز ویک" نے اس امر پہ
تفصیل سے روشنی ڈالی ہے کہ موجودہ
زمانہ میں خود نامور عیسائیوں کا اس
عقیدہ پر سے ایمان اٹھ چکا ہے۔ وہ
مسیح کو فطرتاً ایک انسان سے زیادہ
اور کوئی درجہ دینے کے لئے تیار نہیں
ہیں۔ چنانچہ اس کے ثبوت میں "نیوز
ویک" نے مسیحی دینیات کے متعدد
پروفیسروں کی آراء درج کی ہیں جو
پڑھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ رسالہ
مذکور رقمطراز ہے:۔

"فی زمانہ بعض ہم عصر عیسائی مسیحی
دینیات کے استاد رینہولڈ نیبہر
(REINHOLD NEBOUHR)
کی طرح مسیح کے روایتی قصہ کو خدا اور
بندہ کے باہمی ملاپ کی ایک بامعنی
علامت سے زیادہ کچھ نہیں سمجھتے۔ ان کے
نزدیک یہ کوئی ایسا واقعہ نہیں ہے جس
کی تاریخ سے تصدیق ہو سکے۔ جیسے فورنیا
کے ایپسکوپل بشپ جیمز اے پائک
(JAMES A PIKE) نے تثلیث
اور مریم کی دوشیزگی کے واقعہ کو سرے سے
مسترد کر دیا ہے۔ اور بعض تنقید و تجزیہ
کے عادی اساتذۂ دینیات کے
نزدیک جن میں سے ایک ییل یونیورسٹی
میں مذہبیات کے پروفیسر ڈاکٹر پال
وان بیورن (DR PAUL VAN
BUREN) بھی ہیں الوہیت مسیح کا
سارا تذکرہ خواہ اس کی بنیاد
فلسفہ مابعد الطبعیات پر یا انجیل پر
شاعرانہ تخیل سے زیادہ اور کوئی
حیثیت نہیں رکھتا۔" (ایضاً)

آگے چل کر مضمون میں بعض
یورپی اساتذۂ دینیات کے نظریات
کا مختصر ذکر کیا گیا ہے وہ سب کے سب
الوہیت مسیح کے عقیدہ سے بیزاری کا
اظہار کرتے ہوئے اس بات پر زور
دیتے ہیں کہ مسیح فطرتاً محض ایک انسان
تھا نہ کہ خدا یا خدا کا بیٹا۔ چنانچہ لکھا ہے
جیسوئٹ تھیالوجین فرانسن
(PIET FRANSEN) کو بہت سے
دیگر اساتذۂ دینیات کے اس نظریہ
سے اتفاق ہے کہ ہمارے زمانہ میں یہ جاننا
بہت مشکل ہے کہ مسیح کی الوہیت سے کیا
مراد ہے ان کا کہنا ہے کہ ہم ہنوز اندھیرے
میں اس کے بالوضاحت اظہار کا طریق
تلاش کر رہے ہیں۔ اس بارہ میں ہم بالکل
نابلد واقع ہوئے ہیں۔ بروکلین کے سینٹ
فرانسس کالج میں شعبۂ دینیات کے صدر
فرانسسکن برادر عیسائی ڈور میک کیرن
(ISADOR MC CARRON) کا
کہنا ہے کہ مسیح کی الوہیت کو چرچ کی طرف
سے کبھی بھی واضح اور دو چار کی طرح واضح
طور پر بیان نہیں کیا گیا انہوں نے کہا ہے
مجھے یقین ہے کہ مسیح کو خود اس بات کا
علم نہیں تھا کہ وہ خدا ہے۔ انہوں نے
مزید کہا ہے کہ زیادہ اہم بات یہ ہے
کہ ہم مسیح کو ایک عام انسان تصور کرنا
کس طرح سیکھیں۔ ایک ایسا انسان
جس نے ہر انسانی حس اور جذبہ کو اپنے
پر وارد ہوتے دیکھا اور اس کا تجربہ کیا
بہت سے نوجوان امریکی اساتذہ دینیات
کی طرح میک کیرن کو یقین ہے کہ مسیح کی
تغیر پذیر انسانیت پر پوری توجہ مرکوز
کر کے ہم اپنے اندر خدا کو سمجھنے کی صلاحیت
پیدا کر سکتے ہیں" (ایضاً)

الوہیت مسیح کے عقیدہ سے خود مسیحیوں
کی بیزاری کا ذکر کرتے ہوئے مضمون میں
ایک عجیب و غریب انکشاف بھی کیا
گیا ہے اور وہ یہ کہ اٹلی کے ایک فلم ساز
ادارہ نے مسیح علیہ السلام کی زندگی پر
مشتمل ایک فلم تیار کی ہے۔ اس فلم کو مسیح
علیہ السلام کو کلیتہً ایک انسان کے طور
پر پیش کیا گیا ہے۔ فلم تیار کرنے کا مقصد
ہی یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام کو خدا نہیں
بلکہ ایک انسان ثابت کیا جائے۔ لطف
کی بات یہ ہے کہ اس فلم کو پوپ جان
آنجہانی (POPE JOHN XXIII)
کے نام سے معنون کیا گیا ہے۔ مغربی ممالک
میں عقیدہ الوہیت مسیح سے عام بیزاری
کے ثبوت میں اس فلم کا ذکر کرتے ہوئے
مضمون میں لکھا ہے:۔

"مسیح کو تغیر پذیر انسان سمجھنے کے
اس انداز کی اہمیت و افادیت کو ایک
حیرت انگیز اطالوی فلم میں بڑے ہی
ڈرامائی انداز میں ظاہر کیا گیا ہے۔ اس
فلم کا نام ہے "متی کی انجیل"۔ اسے ایک
مارکسی اطالوی باشندہ نے ڈائریکٹ کیا
ہے اور اس کو موجودہ پوپ کے پیش
رو پوپ جان آنجہانی کے نام سے
معنون کیا گیا ہے۔ فلم کے ڈائریکٹر پیئر پا
اولو پیسولینی (PIER PAOLO
PASOLINI) نے اس فلم میں
پیشہ ور ایکٹروں سے کام نہیں لیا ہے بلکہ
اس کا مسیح ایک ہسپانوی طالب علم ہے
اور اس کی باتیں متی کے الفاظ ہی استعمال
کئے گئے ہیں۔ کیمروں سے جو تصاویر اتاری
گئی ہیں ان کی رو سے انجیل کی پیش کردہ
کرداروں میں شک، امید، اور ثبات
قدم کے انتہائی گہرے عمیق انسانی جذبات کی
ہی عکاسی ہوتی ہے۔ اور مسیح کا کردار کامل
یقین کا آئینہ دار نظر آتا ہے۔ لیکن اس
طور پر کہ وہ کامل یقین صرف اس لئے ہی
مقدس معلوم ہوتا ہے کہ وہ از اول تا آخر
ایک انسانی خاصہ ہے۔

پیسولینی کے تیار کردہ اس فلم کی نیویارک
کے ایک آرٹ فلم تھیٹر میں سات ہفتہ قبل
نمائش شروع ہوئی تھی۔ امریکہ کے فلم
ڈسٹری بیوٹرز کو توقع ہے کہ یہ فلم عوام
کے لئے سب سے زیادہ پُرکشش ثابت ہوگا
اور تماشائیوں کو جوق در جوق کھینچ بلانے
میں سب پر بازی لے جائے گا۔ دلچسپ
بات یہ ہے کہ یہ فلم سکولوں اور کالجوں
کے طلباء کے لئے بہت پُرکشش ثابت
ہوا ہے ایک سولہ سالہ لڑکی نے فلم دیکھ کر
کہا "آج تک میں نے جتنی فلمیں دیکھی ہیں
یہ ان میں سب سے بہترین فلم ہے۔ مسیح واقعی
بہت ٹھنڈے مزاج کا انسان تھا" (ایضاً)

* * *

"نیوز ویک" کا یہ قیمتی مقالہ جو اس نے
ایسٹر ۱۹۶۶ء کے موقعہ پر اپنے ۱۱ اپریل
کے شمارہ میں شائع کیا ہے اس امر کا ایک
منہ بولتا ثبوت ہے کہ حضرت بانی سلسلہ
احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آج سے
قریباً ستر سال قبل اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر
جو پیشگوئی فرمائی تھی وہ آج بڑی شان سے
پوری ہو کر آپ کی صداقت کو روز روشن
کی طرح عیاں کر رہی ہے۔ اس کا ظہور اس
قدر نمایاں اور بالشان ہے کہ آج مغرب کی
عیسائی اقوام جن کے مذہب کے استیصال
سے متعلق یہ پیشگوئی کی گئی تھی۔ خود اس
پیشگوئی کے پورا ہونے کا ثبوت فراہم
کر رہی ہیں۔ مغرب کی وہی عیسائی اقوام جنہوں
نے آج سے ایک صدی قبل عیسائیت کو
ساری دنیا میں غالب کر دکھانے کا منصوبہ
بنایا تھا اور اس میں ایک حد تک وہ کامیاب
بھی نظر آتی تھیں اب خود الوہیت مسیح کے
عقیدہ سے بیزار ہو کر ببانگ دہل یہ اعلان
کر رہی ہیں کہ مسیح خدا نہیں بلکہ دوسرے انسانوں
کی طرح ایک عاجز انسان تھا۔ اس محیر العقول
انقلاب کی موجودگی میں کون کہہ سکتا ہے کہ
حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی یہ پیشگوئی نہایت درجہ عظمت و شان
کے ساتھ پوری نہیں ہوئی کہ:۔

"میں ہر دم اس فکر میں ہوں کہ ہمارا اور نصاریٰ
کا کسی طرح فیصلہ ہو جائے۔ میرا دل مردہ پرستی
کے فتنہ سے خون ہوتا جاتا ہے۔ میں کبھی کا
اس غم سے فنا ہو جاتا اگر میرا مولیٰ اور میرا آقا
قادر و توانا مجھے تسلی نہ دیتا کہ آخر توحید کی
فتح ہے۔ غیر معبود ہلاک ہوں گے اور جھوٹے
خدا اپنی خدائی کے وجود سے منقطع کئے جائیں
گے۔ مریم کی معبودانہ زندگی پر موت آئے
گی اور نیز اس کا بیٹا اب ضرور مرے گا۔ خدا
قادر فرماتا ہے کہ اگر میں چاہوں تو مریم اور
اس کے بیٹے عیسیٰ اور تمام زمین کے باشندوں
کو ہلاک کر دوں۔ سو اب اس نے چاہا ہے کہ
ان دونوں کی جھوٹی معبودانہ زندگی کو موت
کا مزہ چکھا دے۔ سو اب دونوں مریں گے
کوئی ان کو بچا نہیں سکتا۔ اور وہ تمام خراب استعدادیں
بھی مریں گی۔ جو جھوٹے خداؤں کو تسلیم کر لیتی
تھیں۔ نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان ہوگا۔ اب وہ
دن نزدیک آتے ہیں جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے
چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا اور
بعد اس کے توبہ کا دروازہ بند ہوگا۔ کیونکہ
داخل ہونے والے بڑے زور سے داخل ہو جائیں
گے اور وہی باقی رہ جائیں گے جن کے دل پر فطرت
سے دروازے بند ہیں اور جو نور سے نہیں بلکہ تاریکی
سے محبت رکھتے ہیں۔ قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہوں
گی مگر اسلام اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام
کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا نہ کند ہوگا جب
تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے۔ وہ
وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو
بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں
سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں ملکوں
میں پھیلے گی۔ اس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ
باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا اور خدا
کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل
کر دے گا لیکن نہ تلوار سے اور نہ کسی بندوق
سے بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا
کرنے سے اور پاک دلوں پر ایک نور اتارنے
سے تب یہ باتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں
آئیں گی"۔

(اشتہار ۱۴ جنوری ۱۸۹۷ء)

اذکروا موتاکم بالخیر

جناب مولوی ابوالمحسن صاحب آف سونگھڑہ

ابھی دس پندرہ دنوں کے اندر یکے بعد دیگرے تین قابلِ قدر وجود ہم سے جدا ہو گئے ان سب کی جدائی سے جماعت احمدیہ سونگھڑہ کو بڑا صدمہ ہوا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ان میں سے پہلے حضرت مولوی سید ابوالمحسن صاحب کا وصال ہوا۔ آپ حضرت مولوی سید سعید الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منجھلے لڑکے تھے۔ آپ کے بڑے بھائی حضرت مولوی سید انعام الدین صاحب رضی بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی تھے حضرت مولوی سید ابوالمحسن صاحب خلیفہ اول رض کی خلافت کے زمانہ میں لغرضِ تعلیم قادیان بھیجے گئے وہاں خلیفہ اول رض کے دو سال کی خلافت کا زمانہ پایا۔ اور خلافتِ ثانیہ کے زمانہ میں قریباً چار پانچ سال قادیان رہ کر گھر تشریف لے گئے آپ کے والد خود بیمار کمزور ہو جانے کی وجہ سے انہیں دوبارہ قادیان نہ بھیج سکے۔ ناچار تعلیم چھوڑنی پڑی۔ اس کے بعد مرگی کے مرض میں مبتلا ہو گئے۔ اس موذی مرض نے انہیں کسی کام کا نہ رکھا۔ ملازمت بھی کرتے رہے مگر تھوڑے تھوڑے دنوں کیلئے۔ ان کی پہلی بیوی فوت ہو جانے کے بعد انہوں نے حضرت مولوی سید عبدالرحیم صاحب رض کی صاحبزادی سیدہ امۃ الحفیظ صاحبہ سے دوسری شادی کی۔ اس کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا جو اب تک بفضلہ تعالیٰ بقیدِ حیات ہے جس کا نام سید عبدالقیوم ہے۔ اس لڑکے کی پیدائش کے بعد اس کے والدین نے اسے سلسلہ کے لئے وقف کر دیا تھا۔ ابتدائی تعلیم دلانے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رض کی خدمت میں نام اور تمام کوائف کے ساتھ اس لڑکے کو پیش کر دیا۔ حضور نے فرمایا اسے میٹرک تک تعلیم دلاؤ۔ اس کے بعد مجھے لکھو۔ ابھی عبدالقیوم چند ہی سال کے تھے کہ ان کی والدہ امۃ الحفیظ صاحبہ فوت ہو گئیں۔ اس کے بعد مولوی ابوالمحسن صاحب نے تیسری شادی حضرت مولوی سید عبدالرحیم صاحب کی بھتیجی سیدہ امۃ الکریم صاحبہ سے جو بیوہ تھیں کر لی۔

مولوی ابوالمحسن صاحب نے جو کسی روزگار کے قابل نہ تھے بڑی تنگدستی اور غربت کے باوجود اپنے لڑکے کو میٹرک تک تعلیم دلائی۔ حضرت صاحب رض کی خدمت میں تمام حالات لکھے گئے۔ اور وقف کا وعدہ بھی حضور کو یاد دلایا گیا مگر حضور رض نے از راہِ شفقت باپ کی خدمت کرنے کے لئے ان کے اکلوتے بیٹے عبدالقیوم کو لگا دیا۔

جب تک بدن میں طاقت تھی اس وقت تک دینی مجالس میں وہ شریک ہوتے رہے۔ تلاوت قرآن مجید اور درثمین سے اشعار وغیرہ پڑھتے رہے نیز تقریریں بھی کرتے رہے۔ آپ اس زمانہ میں حدیث کا درس کیا کرتے تھے۔ ایک لمبی مدت تک درس حدیث دیتے رہے۔ درس میں شامل ہونے والے نوجوان لڑکے لڑکیاں باہر آکر درس کا چرچا کرتے اور موقعہ محل پر حدیث کا حوالہ دیتے جو یہ باتیں سنکر مجھے بڑی خوشی ہوتی تھی اور میں ان کے لئے بے اختیار دعا کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ ایسے وجود کو تا دیر سلامت رکھے۔ ایک عرصہ تک صبح کی نماز کے بعد تفسیر کبیر کا درس دیتے رہے اور کبھی کبھی حضرت مسیح موعود کی کتابوں کا درس دیتے رہتے ہیں۔

جب اور کمزور ہو گئے اور درس و تدریس کے بھی قابل نہ رہے تو آپ کو بڑا سخت افسوس ہوتا تھا کہ ہائے میں سلسلہ کی کسی خدمت کے بھی قابل نہ رہا۔ نیکی کے کاموں کے حریص تھے انہوں نے بہت تلاش کے بعد یہ تدبیر نکالی کہ چونکہ ابھی تک میری آواز کئی نوجوانوں کی آواز سے بلند تر ہے اس لئے اذان دینے کا کام میرے سپرد کر دیں۔ چنانچہ ویسا ہی کیا گیا۔ بیماری و ضعف کی وجہ سے نمازوں میں آنے میں کبھی کبھی دیر ہو جاتی تھی۔ اذان کسی اور سے دلوائی جاتی تھی۔ تو بہت ناراض ہوتے تھے۔ ایک عرصہ تک اذان دینے کے کام کو اور اس کے ساتھ نماز باجماعت کی ادائیگی کے لئے یہ ترکیب نکالی کہ ظہر کے وقت اذان اور نماز باجماعت سے فارغ ہو کر نمازِ عصر تک نوافل کی ادائیگی اور ذکر الٰہی میں مشغول رہ کر عصر کی اذان اور نماز باجماعت سے فارغ ہو کر گھر جاتے اور پھر مغرب کے وقت اذان دے کر نماز باجماعت ادا کر کے عشاء تک نوافل و ذکر و اذکار میں گذارتے۔ عشاء کی اذان دیتے اور نماز باجماعت ادا کر کے نہ معلوم کتنی رات تک مسجد میں رہتے پھر گھر آکر سو جاتے دو چار گھنٹے آرام کرنے کے بعد تہجد پڑھتے اور صبح کی نماز کا انتظار کرتے۔ صبح کی نماز کے بعد تفسیر کبیر کا درس دیتے اور پھر گھر چلے آتے۔ گھر آکر تلاوت قرآن مجید کرتے اور ناشتہ وغیرہ کر کے پھر مسجد روانہ ہو جاتے۔ وہاں اشراق اور ضحیٰ کے نوافل ادا کر کے گھر آجاتے۔ گویا دن اور رات کا بیشتر حصہ مسجد ہی میں گذارتے تھے۔ غیبت چغلی حسد وغیرہ ناپسندیدہ افعال سے ہمیشہ دور رہے۔ نہایت ہی سیدھے سادے اور خوش طبع انسان تھے۔ مدرسہ احمدیہ قادیان کی تعلیم کے زمانہ میں تقریباً تمام طلباء ان کے بے تکلف دوست رہے ہیں۔ مولانا جلال الدین صاحب شمس مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری مولانا ظہور حسین صاحب مولانا غلام احمد صاحب بدوملہی و مولانا عبداللہ صاحب مالاباری وغیرہ احباب ان کے بے تکلف دوست رہے ہیں۔

خدا کے فضل سے یہ موصی بھی تھے اور حصہ آمد بڑی پابندی سے ادا کر دیا کرتے تھے جائیداد میں سے کچھ ادا کر چکے ہیں۔ بہشتی مقبرہ کی طرف سے کوئی خط آجاتا وصولی بقایا کی اطلاع دی جاتی تو بہت گھبرا جاتے تھے۔ ان کو ڈر تھا کہ کہیں مجھ گنہگار کی وصیت منسوخ نہ ہو جائے جب تک مرکز کو جواب نہ لکھا جاتا وہ بے چین رہتے ان کے لڑکے عبدالقیوم کا بیان ہے کہ تقسیم ہندوستان کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی رض نے ان کو یاد فرمایا اور حضرت خلیفہ اوّل رض کے وصال اور خلافت کے آغاز کے زمانہ کے چشم دید واقعات و حالات قلمبند کرنے کا ارشاد فرمایا تھا۔ چنانچہ مرحوم نے اس کی تعمیل بھی کر دی تھی۔ اس پر ایک عرصہ گذر گیا ہے نہ وہ خط ہے اور نہ خط کا جواب کہیں ملتا ہے۔

خدا تعالیٰ نے مرحوم کو کچھ اس قسم کا دماغ عطا کیا تھا اور قوتِ حافظہ اس طرح کا واقع ہوا تھا کہ حفظ کرنے یاد کرنے میں بہت دیر لگتی تھی۔ بڑی مشکل و دقت کے بعد جو یاد ہو جاتا تھا وہ عمر بھر کبھی نہ نکلتا تھا۔

دو تین سال سے مختلف بیماریوں میں مبتلا ہونے لگے نقل و حرکت مشکل ہو گئی۔ حوائج ضروریہ کے لئے بھی دوسروں کے محتاج ہو گئے۔ ایسی حالت میں بھی ان کا دل مسجد میں اٹکا رہتا تھا اور جلسے جلوس میں شریک ہونے کے لئے بے تاب رہتے تھے۔ چنانچہ جماعت احمدیہ سونگھڑہ کا سالانہ جلسہ جو کہ گذشتہ ماہ مئی ۶۶ء کے پہلے ہفتے میں منایا گیا اور اس میں دوسرے مبلغین کے ساتھ حضرت صاحبزادہ میاں وسیم احمد صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ اس جلسہ میں شریک ہونے کی شدید خواہش ان کو پیدا ہوئی۔ مگر ان کی صحت کے پیش نظر ان کی یہ خواہش اس طرح پوری نہ ہو سکی۔ البتہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے از راہِ نوازش جامع مسجد احمدیہ کو سمجھی میں ملاقات کا شرف بخشا۔ بہت خوش ہوئے۔ اس کے بعد بیماری اور کمزوری بڑھتی گئی۔ مگر بول چال سمجھ بوجھ خوب تھی۔ یہ محسوس نہیں ہوتا تھا کہ وہ دو چار دنوں کے مہمان ہوں گے۔

مورخہ ۲۳ر مئی ۱۹۶۶ء کو نو دس بجے کے قریب میں جو عیادت کو گیا تو انہوں نے از خود تمام ادعیہ ماثورہ پڑھی ہیں۔ اور دیر تک تسبیح و تحمید کرتے رہے۔ اخیر میں مجھ سے کہا کہ تلقین کیجئے۔ میں نے جواب میں عرض کیا کہ ماشاء اللہ آپ تو خود پڑھ رہے ہیں تلقین کی ضرورت کیا ہے۔ اس کے بعد میں گھر واپس آگیا۔ اس کے بعد کھانا کھا کر کچھ آرام کیا۔ ظہر و عصر کی نماز جمع کی اس کے بعد قرآن مجید تلاوت کے لئے طلب کیا۔ قرآن مجید ابھی کھولا ہی تھا کہ کسی نے دوا پینے کی طرف توجہ دلائی۔ دوا پی کیا تھی کہ حلق سے نیچے اترنے میں دیر لگا دی۔ اس طرح سرک گئے۔ کھانسی آئی۔ دنیا کی سرحد پار کر کے آخرت کی سرحد میں داخل ہو گئے اور اپنے معبود حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

عمر قریباً ۷۲ سال یا اس سے کچھ زائد ہوگی۔ اپنے پیچھے ایک لڑکا اور ایک بیوہ چھوڑا۔ سعادت مند لڑکے اور فرمانبردار بیوی نے انہیں ہمیشہ خوش رکھنے کی کوشش کی۔ اور وہ خوش و خرم اپنے معبود حقیقی سے جا ملے۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت فرمائے جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمادے۔ آمین

آخر میں ان سے جان پہچان احباب سے درخواست ہے کہ ان کی مغفرت کے لئے دعا فرمائیں۔

درخواست دعا

خاکسار کا منجھلا لڑکا عزیز ظفر احمد B. Com (Hons) اور لڑکی عزیزہ بارکہ بیگم B.A. نے امتحان دیئے ہیں۔ دونوں کے نتیجے عنقریب نکلنے والے ہیں۔ احباب، بزرگان سلسلہ اور درویشان قادیان سے عاجزانہ درخواست ہے کہ ان دونوں عزیزوں کی نمایاں کامیابی کے لئے درد دل سے دعا فرمادیں۔

خاکسار سید کریم بخش۔ کلکتہ

تحریک فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ

میں

حصہ لینے والے دوستوں کی چھٹی فہرست

بیشتر ازیں حضرت "فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ" کے وعدوں کی پانچ فہرستیں اخبار بدر میں شائع کرائی جا چکی ہیں اس کے بعد نظارت ہذا میں اس بابرکت تحریک میں جن احباب کی طرف سے وعدوں کی اطلاع موصول ہوئی ہے کی فہرست ذیل میں شائع کی جا رہی ہے۔

قبل ازیں اس بابرکت تحریک میں وعدوں اور وصولی کی ماہوار فہرستیں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں بغرض ملاحظہ و دعا پیش کی جا چکی ہیں۔ جس پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جملہ احباب کے لئے دعا فرمائی اور اپنے دست مبارک سے "جزاکم اللہ احسن الجزاء" تحریر فرمایا۔

آئندہ وعدوں اور وصولی کی فہرست اس ماہ کے آخر پر حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔ لہٰذا جن دوستوں نے تا حال اس بابرکت تحریک میں وعدے نہیں بھجوائے انہیں چاہئے کہ وہ جلد از جلد اپنے وعدے ارسال کریں اور جو دوست وعدے بھجوا چکے ہیں ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ اپنے وعدہ کا کم از کم ۱/۴ حصہ جلد ادا کر کے فرض شناسی کا ثبوت دیں اور عند اللہ ماجور ہوں۔

فقط والسلام

ناظر بیت المال قادیان

مکرم گیانی بشیر احمد صاحب ناصر قادیان ۱۰۰/-
،، عبد الکریم صاحب درویش ،، ۱۰۰/-
،، یونس احمد صاحب اسلم ،، ۲۶/-
،، مظہر حسین صاحب ،، ۲۵/-
،، سید مبشر الدین صاحب سونگھڑہ اڑیسہ ۱۰۰/-
،، یونس خان صاحب اورایم پی ۱۸/-
،، جلال الدین خان صاحب ،، ۱۰۰/-
،، جہاندر صاحب خانصاحب کیرنگ ۱۵۰/-
،، فضل الرحمٰن صاحب ،، ۶۰/-
،، شیخ مقاصد صاحب ،، ۱۵/-
،، انیس الرحمٰن صاحب ،، ۱۰۰/-
،، لیلیبی خان صاحب ،، ۳۶/-
،، ایجاب الحق صاحب ،، ۶۰/-
،، سلیم الدین صاحب ،، ۳۰/-
،، احمد نور خان صاحب ،، ۶۰/-
،، منشی بشیر خان صاحب ،، ۵۰/-
،، معین الدین خان صاحب ،، ۳۰/-
عزیز الدین صاحب ،، ۲۰۰/-
،، شیخ طاہر الدین صاحب ،، ۵۰/-
،، غلام احمد خان صاحب ،، ۱۵/-
،، پہلوان خان صاحب ،، ۳۰/-
،، زین العابدین خان صاحب ،، ۱۵/-
،، ثناء اللہ خان صاحب ،، ۱۰/-
،، نیاز الدین خان صاحب ،، ۴۰/-
،، شیخ یوسف صاحب ،، ۲۰/-
،، عبد الکریم صاحب ،، ۱۰/-

مکرم اصغر علی صاحب کیرنگ ۲۰/-
،، آفتاب الدین صاحب ،، ۳۰/-
،، یعقوب خان صاحب ،، ۱۲/-
،، حسن خان صاحب ،، ۱۰/-
،، خیر خان صاحب ،، ۱۰/-
،، نور الدین خان صاحب ،، ۹۰/-
،، شہاب الدین صاحب ،، ۱۵/-
،، سردار حنیف خان صاحب ،، ۱۰/-
،، شیخ عبد السبحان صاحب ،، ۵۰/-
،، شعبان خانصاحب ،، ۱۵/-
،، خلیل احمد خان صاحب ،، ۵۰/-
،، ثناء اللہ خان صاحب ۱۰/-
،، کاملے خان صاحب ،، ۱۰/-
،، شیخ مسعود صاحب ،، ۵/-
،، گلاب دین صاحب ،، ۴۰/-
،، شیخ عابد صاحب ،، ۱۵/-
،، شیخ بشیر صاحب ،، ۱۵/-
،، لطیف الرحمٰن صاحب ،، ۲۰/-
،، شیخ یٰسین صاحب ،، ۱۰/-
،، شیخ عالم صاحب ،، ۱۵/-
،، شیخ عبد المجید صاحب ،، ۱۰/-
،، داؤد خان صاحب ،، ۵/-
،، ابراہیم خان صاحب ،، ۵۰/-
،، شیخ یوسف صاحب ،، ۱۵/-
،، کمال الدین صاحب ،، ۱۰/-
،، عبد الرحیم حیات خانصاحب ،، ۱۲/-

مکرم محمد شریف صاحب کیرنگ ۱۸/-
،، طاہر خان صاحب ،، ۱۵/-
،، غلام مسیح صاحب ،، ۳۰/-
،، اسد علی محمد صاحب ،، ۱۰/-
،، منشی خان صاحب ،، ۱۲/-
،، میشہ خان صاحب ،، ۱۵/-
،، ہارون صاحب ،، ۱۵/-
،، جلاب خان صاحب ،، ۶/-
،، فضل محمد خان صاحب ،، ۱۵/-
،، تراب خان صاحب ،، ۲۰/-
،، ممتاز علی صاحب ،، ۴۵/-
،، حنیف خان صاحب ،، ۱۵/-
،، مقبول حسن صاحب ،، ۱۰/-
،، منظور حسین صاحب ،، ۱۰/-
،، جلال احمد خان صاحب ،، ۶/-
،، محمد جوہر حسین صاحب ،، ۵۰/-
،، سعادت احمد خانصاحب ،، ۵/-
،، منیر خان صاحب ،، ۵/-
،، شیخ سلیم الدین صاحب ،، ۲۰/-
،، شیخ داؤد الدین صاحب ،، ۵/-
،، صلاح الدین صاحب ،، ۵/-
،، شیخ شریف صاحب ،، ۵/-
،، کرامت احمد خان صاحب ،، ۵/-
مکرمہ زبیدہ بی بی صاحبہ اہلیہ
مکرم شیخ پنجہ صاحب ،، ۱۰/-
والدہ شیخ عبد المنان صاحب ،، ۵/-
مکرمہ عقیدن بی بی صاحبہ ،، ۱۵/-
،، مجیدن بی بی صاحبہ ،، ۱۵/-
،، فیروزہ بی بی صاحبہ ،، ۵/-
،، کوثر بی بی صاحبہ ،، ۱۵/-
،، جنتن بی بی صاحبہ ،، ۵/-
،، اناری بی بی صاحبہ ،، ۵/-
،، سوا بی بی صاحبہ ،، ۵/-
،، حلیمہ بی بی صاحبہ ،، ۵/-
،، زبیدہ خاتون صاحبہ ،، ۵/-
،، منصورہ بیگم صاحبہ ،، ۵/-
،، زبیدہ بی بی صاحبہ ،، ۵/-
،، طاہرہ بی بی صاحبہ ،، ۲۰/-
،، حسین بی بی صاحبہ ،، ۱۰/-
،، حیاتن بی بی صاحبہ ،، ۱۰/-
،، حفیظہ بی بی صاحبہ ،، ۲۰/-
،، خاتون بی بی صاحبہ ،، ۲۰/-
،، نفیسہ بی بی صاحبہ ،، ۱۰/-
،، جیرن بی بی صاحبہ ،، ۵/-
،، اہلیہ منشی خان صاحب ،، ۱۰/-
،، حیرت بی بی صاحبہ ،، ۱۵/-
،، بیت اللہ بی بی صاحبہ ،، ۱۰/-
،، اہلیہ یوسف خان صاحب ،، ۲۰/-
،، اہلیہ منصور خان صاحب ،، ۵/-
،، اہلیہ علی خان صاحب ،، ۵/-
،، گونداہ بی بی صاحبہ ،، ۱۰/-
،، اہلیہ مکرم محمد صاحب ،، ۲/-

مکرمہ اہلیہ شیخ عزیز الدین صاحب کیرنگ ۵/-
،، اہلیہ مجید خان صاحب ،، ۱۰/-
،، رقیہ بیگم صاحبہ ،، ۲۰/-
،، بلیجی بی بی صاحبہ ،، ۵/-
،، صغریٰ بی بی صاحبہ ،، ۱۰/-
،، کبریٰ خاتون صاحبہ ،، ۱۰/-
،، مریم بی بی صاحبہ ،، ۱۵/-
،، امیرن بی بی صاحبہ ،، ۱۵
،، سراجن بی بی صاحبہ ،، ۱۵/-
،، قدسیہ بیگم صاحبہ ،، ۱۵/-
،، مریم بی بی صاحبہ ،، ۵/-
،، خیرن بی بی صاحبہ ،، ۱۰/-
،، رضیہ بیگم صاحبہ ،، ۱۰/-
،، امیرن بی بی صاحبہ ،، ۲۰/-
،، طعن بی بی صاحبہ ،، ۳۰/-
،، محمودن بی بی صاحبہ ،، ۳۰/-
،، محمودہ بیگم صاحبہ ،، ۵۰/-
،، اہلیہ عبد المطلب صاحب ،، ۲۰/-
،، اہلیہ معین الدین صاحب ،، ۱۵/-
،، اہلیہ نور الحق صاحب ،، ۲۰/-
،، امۃ الحی صاحبہ بنت
ملانصر الدین صاحب ،، ۵۰/-
،، گلشن بی بی صاحبہ ،، ۲۰/-
،، خدیجہ خاتون صاحبہ ،، ۳۰/-
،، یاقوتہ بی بی صاحبہ ،، ۲۰/-
،، زہرہ بی بی صاحبہ ،، ۲۰/-
،، الفت بی بی صاحبہ ،، ۱۰/-
،، طہورہ بی بی صاحبہ ،، ۱۵/-
،، شریفن بی بی صاحبہ ،، ۱۰/-
،، شیرن بی بی صاحبہ ،، ۱۲/-
،، طوطیہ بی بی صاحبہ ،، ۲۰/-
،، امۃ المنعم صاحبہ ،، ۲۶/-
،، صورتاں بی بی صاحبہ ،، ۱۵/-
،، فطری بی بی صاحبہ ،، ۱۰/-
،، شریفہ بی بی صاحبہ ،، ۱۵/-
،، جمیلہ بی بی صاحبہ ،، ۲۰/-
،، صورت بی بی صاحبہ ،، ۵/-
،، صغیرن بی بی صاحبہ ،، ۲۰/-
،، اہلیہ واحد خان صاحب ،، ۵/-
،، زہرہ بی بی صاحبہ ،، ۱۰/-
،، صلوٰۃ بی بی صاحبہ ،، ۴/-
،، اہلیہ سرصاحب خان صاحب ،، ۵/-
،، رحمت بی بی صاحبہ ،، ۱۰/-
،، اہلیہ نصیر الدین صاحب ،، ۲۰/-
،، اہلیہ محمد اسرائیل صاحب ،، ۱۵/-
،، اہلیہ نصیر الدین صاحب ،، ۵۰/-

(باقی)

سہ ماہی اوّل اور احباب جماعت کا فرض

صدر انجمن احمدیہ قادیان کے بجٹ سالِ رواں کی پہلی سہ ماہی گذر رہی ہے مگر اکثر جماعتوں کی طرف سے متوقع بجٹ لازمی چندہ جات کے مقابل پر وصولی میں کافی کمی ہے۔ اور کئی ایک ایسی جماعتیں ہیں جن کی طرف سے سہ ماہی اول میں کوئی چندہ موصول نہیں ہوا۔ یا برائے نام وصولی ہوئی ہے۔

جملہ جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کو ان کے گذشتہ سال کے مشخصہ بجٹ اور اس کے مقابل پر اصل وصولی اور بقایا کی اطلاع بھجواتے ہوئے توجہ دلائی جاچکی ہے کہ وہ سال کے شروع سے ہی اپنی مالی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے گذشتہ کمی کو پورا کرنے کی کوشش کریں تاکہ کمی آمد کی وجہ سے سلسلہ کے اہم اور ضروری کاموں کو نقصان نہ پہنچے۔

ادائیگی لازمی چندہ جات اور بقایا جات کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ:۔

”ہم ایسے چندوں کا قائل نہیں کہ وعدہ تو لکھوا دیا اور پھر خط و کتابت ہو رہی ہے یاد دہانی کروائی جارہی ہے اخباروں میں اعلانات ہو رہے ہیں۔ اور وعدہ کرنے والا پھر بھی خاموش بیٹھا ہے۔“

نیز فرمایا:۔

”میں ان دوستوں کو جن کے ذمہ بقائے ہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے بقائے جلد ادا کریں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وہ مجھے یہ بات یاد نہ دلائیں کہ اس وقت مشکلات بہت زیادہ ہیں یہ بات ہر شخص کو معلوم ہے۔“

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

”مالی قربانیوں کو بھی بڑھانے کی ضرورت ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جو مالی وعدے آپ کر چکے ہیں انہیں بھی آپ پورا کریں کہ کوئی بقایا آپ کے ذمہ نہ رہے اگر آپ اس میں کامیاب ہوجائیں تو ہماری کوششوں میں بہت اضافہ ہوجائے گا اور ہم پر اللہ تعالےٰ کے مزید افضال نازل ہوں گے۔“

مندرجہ بالا ارشادات کو احباب جماعت تک پہنچاتے ہوئے نظارت ہٰذا یہ توقع رکھتی ہے کہ جملہ احباب اپنے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے وعدہ بیعت مد نظر رکھتے ہوئے اس کی عملی تکمیل کرتے ہوئے فرض شناسی کا ثبوت دیں گے۔

امسال حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے اس طرف خاص توجہ دلائی ہے کہ دوست اپنی اصل آمد کے مطابق پوری شرح کے ساتھ چندوں کا بجٹ لکھوائیں اور اسکی باقاعدہ ادائیگی کریں تاکہ انجمن کی آمد چندہ جات میں کم از کم ۲۰ فیصدی کا اضافہ ممکن ہو سکے اور اس وقت جو مرکزی کاموں میں عدم گنجائش کی وجہ سے مشکلات پیش آرہی ہیں ان کا ازالہ ہو سکے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ تمام دوستوں کو اپنی ذمہ داری ادا کرنے کی توفیق بخشے آمین۔

جملہ عہدیداران اور مبلغین کرام کی خدمت میں بھی گزارش ہے کہ وہ بھی اپنے حلقہ میں پوری کوشش فرمائیں تاکہ ابھی سے نسبتی بجٹ کے مطابق وصولی چندہ جات ہوتی رہے اور آخر مالی سال میں تمام جماعتوں کی طرف سے سو فیصدی وصولی ممکن ہو سکے۔

ناظر بیت المال قادیان

اعلانات نکاح

۱۔ قادیان - مورخہ ۱۰ر جولائی ۱۹۶۶ء - بعد نماز عصر مسجد مبارک میں حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ نے میری ہمشیرہ مستمات نویدہ خاتون صاحبہ بنت مکرم عبد الباسط صاحب شاہجہانپوری کا نکاح مکرم حبیب احمد صاحب ابن مکرم قمر الدین صاحب شاہجہان پوری سے مبلغ گیارہ سو روپیہ حق مہر پر پڑھا۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت کرے اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین۔

خاکسار قریشی عبد الماجد ایم اے ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام مڈل سکول قادیان

بدر: مکرمی قریشی عبد الماجد صاحب نے اس موقعہ پر مبلغ چار روپے اعانت [۴]

وصـــــــــایا

وصیتیں منظوری سے پہلے اسلئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی کو کسی وصیت کے بارہ میں کوئی اعتراض ہو تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ کو دی جائے۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیت نمبر ۱۲۱۰۷ - میں محمد شہاب الدین ثاقب ولد محمد شمس الدین صاحب قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر ۲۳ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۳۹ء ساکن دار السلام ۱۵ نیو ٹنگرا روڈ ڈاکخانہ کلکتہ ۱۵ ضلع شہر کلکتہ صوبہ مغربی بنگال۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴/۴/۶۶ ۱۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

جائداد کوئی نہیں ماہوار تنخواہ مبلغ ستر روپے یہ تنخواہ ۱۹۴۹ء میں تھی۔ اب مبلغ ۱۰۰/- روپیہ کی آمد کا چندہ دے رہا ہوں ان کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اس طرح جو جائداد پیدا کروں گا یا تنخواہ میں اضافہ وغیرہ ہوا اس پر بھی شرح دسویں حصہ کی وصیت حاوی ہوگی نیز میرے ترکہ پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد محمد شہاب الدین ثاقب ۱۸ ۴/۶۶

گواہ شد محمد شمس الدین کلکتہ موصی نمبر ۲۹۲۷ والد موصی شہاب الدین ثاقب ۱۸ ۴/۶۶

گواہ شد حافظ ڈاکٹر محمد عبد السمیع موصی مبلغ سلسلہ احمدیہ جسونت بلڈنگ لاہور ۱۸ ۴/۶۶

وصیت نمبر ۱۳۴۶۵ - میں محمد سلیمان بی۔ اے ولد محمد یوسف صاحب قوم احمدی پیشہ ملازمت گورنمنٹ عمر ۴۱ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن بمبئی ڈاکخانہ خاص ضلع بمبئی صوبہ بمبئی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴/۴/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت کوئی جائداد منقولہ نہیں ہے۔ منقولہ جائداد میرے پاس اس وقت پانچ صد روپیہ نقد ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو مجھے تنخواہ کی صورت میں ۳۸۰ (تین صد اسی) روپیہ ملتا ہے میں اپنی اس آمد کا یا آئندہ جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری وفات کے وقت میری جس قدر جائداد ثابت ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

العبد موصی محمد سلیمان بی۔ اے 54, Komati pura 10 th. St Bombay - 8

گواہ شد کمال الدین احمد ولد مومن حسین صاحب ساکن مومن منزل محلہ سعید آباد حیدر آباد نمبر ۴ حال بمبئی۔

گواہ شد چودھری فیض احمد صاحب گجراتی سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان نزیل بمبئی بقلم خود ۴/۶۶

وصیت نمبر ۱۳۶۳۲ - میں محمد حمید اللہ ولد محمد عبید اللہ صاحب بی۔ ایس سی۔ ایل۔ ایل۔ بی قوم احمدی پیشہ طالب علم عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن حیدر آباد ڈاکخانہ خاص ضلع حیدر آباد صوبہ آندھرا پردیش بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ مورخہ ۱۲/۶۵ ۱۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد صرف ایک دستی گھڑی ہے جس کی موجودہ قیمت ۱۲۵/- روپیہ ہے۔ مجھے اپنے والد صاحب کی طرف سے ۲۵/- روپیہ ماہانہ جیب خرچ ملتا ہے میں اپنی موجودہ و آئندہ جائداد اور آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں میری وفات کے وقت میرے ترکہ پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔

العبد محمد حمید اللہ موصی۔ گواہ شد مولوی عبد الرحمن صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان

گواہ شد مرزا وسیم احمد قادیان۔

---

(۱)۔ بدر میں دو بیٹے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کی مرادوں کو پورا کرے اور اس رشتہ کو ہر طرح سے موجب خیر و برکت بنائے۔ آمین۔

۲۔ میرے لڑکے عزیزم سلیم احمد ناصر کے نکاح کا عزیزہ وسیم النساء بنت محمد عبد الرزاق صاحب بنگلوری تاجر اگربتی سکندر آباد دکن سے بعوض ایک ہزار روپے حق مہر پر حضرت مولانا مولوی عبد الرحمن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان نے مورخہ ۴/۶۶ ۱۶ بروز ہفتہ بعد نماز عصر مسجد مبارک میں اعلان فرمایا۔

احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے بابرکت اور مثمر ثمرات حسنہ فرمائے۔ آمین۔

(ماسٹر محمد نثار احمدی ہیچر ڈی آئی سکول قادیان)

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں (مینیجر بدر)

خبریں

نئی دہلی ۱۷ جولائی - پردھان منتری شریمتی اندرا گاندھی نے روس سے واپسی پر اخباری نمائندوں کے ساتھ بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے روسی لیڈروں کے ساتھ پاکستان کو روسی اسلحہ کی سپلائی کے متعلق واقعی بات چیت کی تھی۔ اور روسی لیڈروں نے یہ جواب دیا کہ انہوں نے پاکستان کو کوئی فوجی امداد نہیں دی اخباری نمائندوں نے پوچھا کہ کیا آئندہ روس کی طرف سے پاکستان کو کوئی فوجی امداد دیئے جانے کا امکان ہے؟ اس کے جواب میں شریمتی اندرا نے کہا کہ میں مستقبل کے متعلق کیسے کہہ سکتی ہوں۔ شریمتی اندرا نے یہ بھی کہا کہ ان کی روس میں بات چیت سے واضح ہو گیا کہ کشمیر کے متعلق روس کے سٹینڈ میں کوئی فرق نہیں پڑا۔ شریمتی اندرا نے یونائیٹڈ عرب ریپبلک یوگوسلاویہ اور روس کے دس دن کے دورہ کے بعد توقع ہے شریمتی اندرا نے کہا کہ وزیر اعظم روس مسٹر کوسی گن نے بھارت آنا منظور کر لیا ہے۔ لیکن ابھی تک اس کی کوئی تاریخ مقرر نہیں ہوئی۔ آپ نے کہا کہ میرا یہ دورہ بڑا مفید رہا۔ یونائیٹڈ عرب ریپبلک یوگوسلاویہ اور روس کے لیڈروں کے ساتھ تبادلۂ خیالات مفید رہا۔

لدھیانہ ۱۷ جولائی۔ اکالی لیڈر ماسٹر تارا سنگھ نے آج یہاں اخباری نمائندوں کو بتایا کہ دہلی میں ۱۹ سے ۲۱ جولائی تک ان کے گروپ کی ورکنگ کمیٹی کی میٹنگ ہو رہی ہے۔ اس میں سکھ ہوم لینڈ کے حصول کے لئے اقدامات وضع کئے جائیں گے انہوں نے کہا کہ میں ایسا سکھ ہوم لینڈ چاہتا ہوں جسے بھارت سے الگ ہونے کا اختیار حاصل ہو۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ وہ کیا اقدامات طے کریں گے تو انہوں نے کہا کہ نہ بھوک ہڑتال کی جائے گی نہ گرفتاریاں دی جائیں گی کیونکہ اب ان کا وقت نہیں رہا۔

جھانسی ۱۷ جولائی۔ کل وزیر دفاع شری چوان نے ایک پبلک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت ملک کی دفاعی ضروریات پر زیادہ سے زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ بند تحریکیں منظم کرنا افسوسناک ہے۔ صرف پیداوار کو بڑھانے سے ہی ملک کی اقتصادی حالت بہتر بنائی جا سکتی ہے اور نارمل زندگی کو مفلوج کرنے کی کسی بھی کوشش کا اقتصادی ترقی کی رفتار پر بُرا اثر پڑے گا ملک کو ہر پہلو سے خود کفیل ہونا چاہیئے۔

لاہور ۱۷ جولائی۔ پاکستان کے وزیر برائے امور کشمیر چودھری اکبر علی نے حیدرآباد میں اخباری نمائندوں کے ساتھ بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان روس یا اس ملک کے اقدام کا سواگت کرے گا۔ جو وہ کشمیر کے مسئلہ تصفیہ کے لئے اُٹھائیں گے پاکستان بھارت کے ساتھ ہر سطح پر بات چیت کرنے کو تیار ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ بھارتی لیڈر کشمیر کے جھگڑے کا تصفیہ کرنے کی خلوص کے ساتھ کوششیں کریں۔ جب تک بھارت جھگڑے کے فوری تصفیہ کے لئے آمادہ نہ ہوگا۔ چاہے کتنی کوششیں کی جائیں دونوں ملکوں میں مصالحت نہ ہو سکے گی۔ آپ نے مزید کہا۔ کہ پاکستان اعلان تاشقند کی پابندی کرتا رہے گا۔ وہ اس اعلان اور نہرو لیاقت معاہدہ پر عمل کرتے ہوئے اپنی اقلیتوں کی حفاظت کر رہا ہے۔ انہیں پاکستان کی اکثریت کے برابر حقوق حاصل ہیں بھارت کو بھی ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ تاکہ بھارت کی مسلم اقلیت کا کھویا ہوا اعتماد بحال ہو جائے۔ - ڈیپ تاپ ۱۸/۷/۶۶

ناگپور ۱۷ جولائی۔ آج ناگ ودربھ آندولن سمتی نے موجودہ مہاراشٹر سے الگ ودربھ راجیہ بنانے کے لئے پھر آندولن شروع کر دیا۔ سمتی کے لیڈر ڈاکٹر ایچ ایس اپنے ممبر پارلیمنٹ نے آج صبح سات روزہ آندولن کا شری گنیش کرنے کے لئے دیوتا [illegible] کی مورتی استھاپت کی۔ اس کے فوراً بعد سمتی کے سات والنٹیئروں نے ۲۴ گھنٹے کی بھوک ہڑتال شروع کر دی۔ اس طرح یکے بعد دیگرے نئے جتھے سات دن تک بھوک ہڑتال کرتے چلے جائیں گے اور سات دن کے بعد مورتی کو جل پرواہ کر دیا جائے گا

ماسکو ۱۷ جولائی۔ پردھان منتری شریمتی اندرا گاندھی کی ماسکو سے روانگی کے پورے ایک گھنٹہ بعد ہی برطانوی وزیر اعظم مسٹر کوسی جن سے ویٹنام کے جھگڑے کے متعلق بات چیت شروع کر دی۔

دہلی ۱۷ جولائی۔ پردھان منتری شریمتی اندرا گاندھی اور روسی وزیر اعظم مسٹر کوسی گن کی بات چیت کے خاتمہ پر جو مشترکہ اعلان شائع ہوا ہے۔ اس میں بھارت اور پاکستان کے تعلقات کو معمول پر لانے کا خصوصیت سے ذکر ہے۔ مشترکہ اعلان میں تمام ممالک سے کہا گیا ہے کہ وہ تمام بین الاقوامی جھگڑوں کو جن میں سرحدی جھگڑے بھی شامل ہیں بات چیت کے ذریعہ حل کریں۔ تاشقند اعلان کے بارے میں کہا گیا کہ شریمتی اندرا گاندھی نے روسی وزیر اعظم کو بتایا کہ بھارت کے معاہدہ پر عمل کرنے میں کن مشکلات کا سامنا ہے روس چاہتا ہے کہ دونوں دیش دوستانہ ماحول پیدا کریں جو مسائل کے حل میں مددگار ثابت ہو سکیں مسٹر کوسی گن نے یہ امید ظاہر کی کہ دونوں ممالک کسی مسئلہ کے لئے طاقت کا استعمال نہ کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ تاشقند معاہدہ کو پوری طرح عملی جامہ پہنایا جانا چاہیئے اس کے بارے میں بھارت اور روس کے نظریات یکساں ہیں اور روس تعلقات نارمل کرنے کے لئے دونوں دیشوں کی مدد کے لئے تیار ہے۔

دورۂ تحریک جدید جنوبی ہند

(بقیہ صفحہ ۸)

شیموگہ کے ایک فوت شدہ موصی مکرم ایس کے عبد الرزاق صاحب مرحوم کے ورثاء سے پانچ سو روپیہ پہلی قسط کے طور پر بطور حصہ جائداد بھی نقد وصول ہوئی ہے۔ یہ رقم مرحوم کے بھائی مکرم ایس کے عبد الجبار صاحب نے ادا کی ہے اور باقی رقم بھی ادا کرنے کا وعدہ کیا گیا وہ بشاشت کے ساتھ کیا ہے۔ بہ امر[illegible]

یوم رحمۃ للعالمین کے موقعہ پر تبلیغ

(بقیہ صفحہ ۶)

اب واقعات پر نظر کریں۔

ٹریکٹ کے آخر میں مولانا صاحب موصوف تمام مسلمانوں کو خدا کی طرف جھکنے اور حفاظت دین و تحفظ دستار اسلام کا جذبہ اپنانے کی اپیل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ

" اگر تم اس سے ہٹ کر اپنے لئے کوئی علیحدہ راہ نکالو تو پھر کان دھر کر سن لو کہ خدا کو تمہاری کوئی حاجت نہیں وہ تمہاری جگہ کسی دوسری جماعت کو اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے کھڑا کر دے گا..... مجھے یقین ہے کہ خدا اپنے مخلص بندوں کی ایک جماعت کو احقاق حق کے لئے ضرور کھڑا کر دے گا۔"

ہم مولانا صاحب کو اور ان تمام مسلمان بھائیوں سے جو اسلام کے لئے درد رکھتے ہیں یہ خوشخبری دیتے ہیں کہ آپ کا قیاس درست ہے مخلصین کی ایسی ہی ایک جماعت اللہ تعالیٰ کے ایک مامور کے ذریعہ قائم ہو چکی ہے جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نام سے اکناف عالم میں اپنے بے نظیر عملی کارناموں سے مشہور و معروف ہو چکی ہے۔ مبارک ہے وہ جو اس برگزیدہ جماعت میں شامل ہو کر دین و دنیا میں فائز المرام ہونے کی کوشش کرتا اور اسلام کی سربلندی کیلئے تمام تر کوششوں کو عمل میں لاتا ہے!!

خاکسار محمد عمر مالاباری مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ
مقیم حیدرآباد

ذکر ہے کہ مکرم عبد الجبار صاحب احمدی نہیں ہیں۔ لیکن انہوں نے کسی قسم کے تامل کے بغیر کیا ہے کہ یہ میرے مرحوم بھائی کی وصیت کا معاملہ ہے اور خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتا ہے۔ میں اپنے بھائی کے وعدہ کو ضرور پورا کروں گا۔ اللہ تعالیٰ مکرم عبد الجبار صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ایفائے وعدہ اور قبولِ احمدیت کی توفیق بخشے۔ آمین۔

(باقی آئندہ)